جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں ؒ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

ذی الحجہ
سنہ ۱۴۲۲ھ

مارچ
سنہ ۲۰۰۲ء

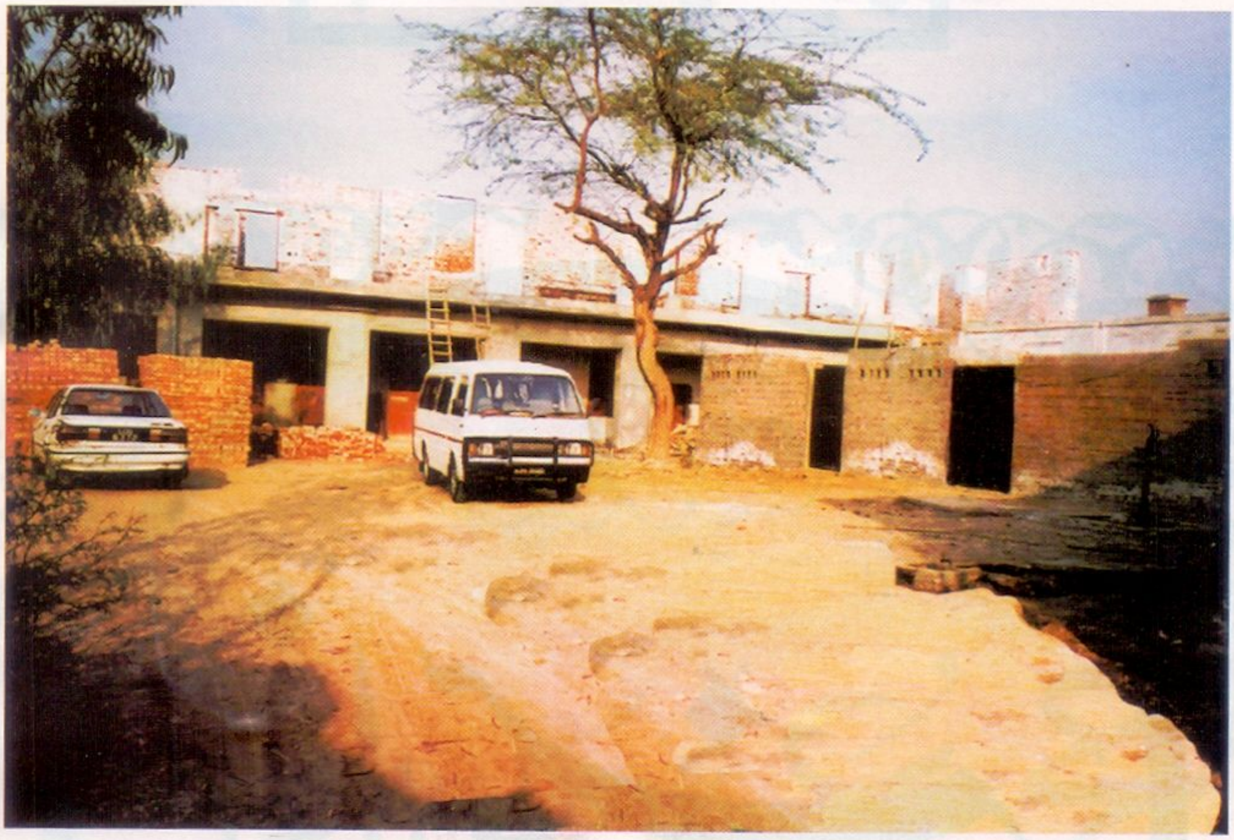

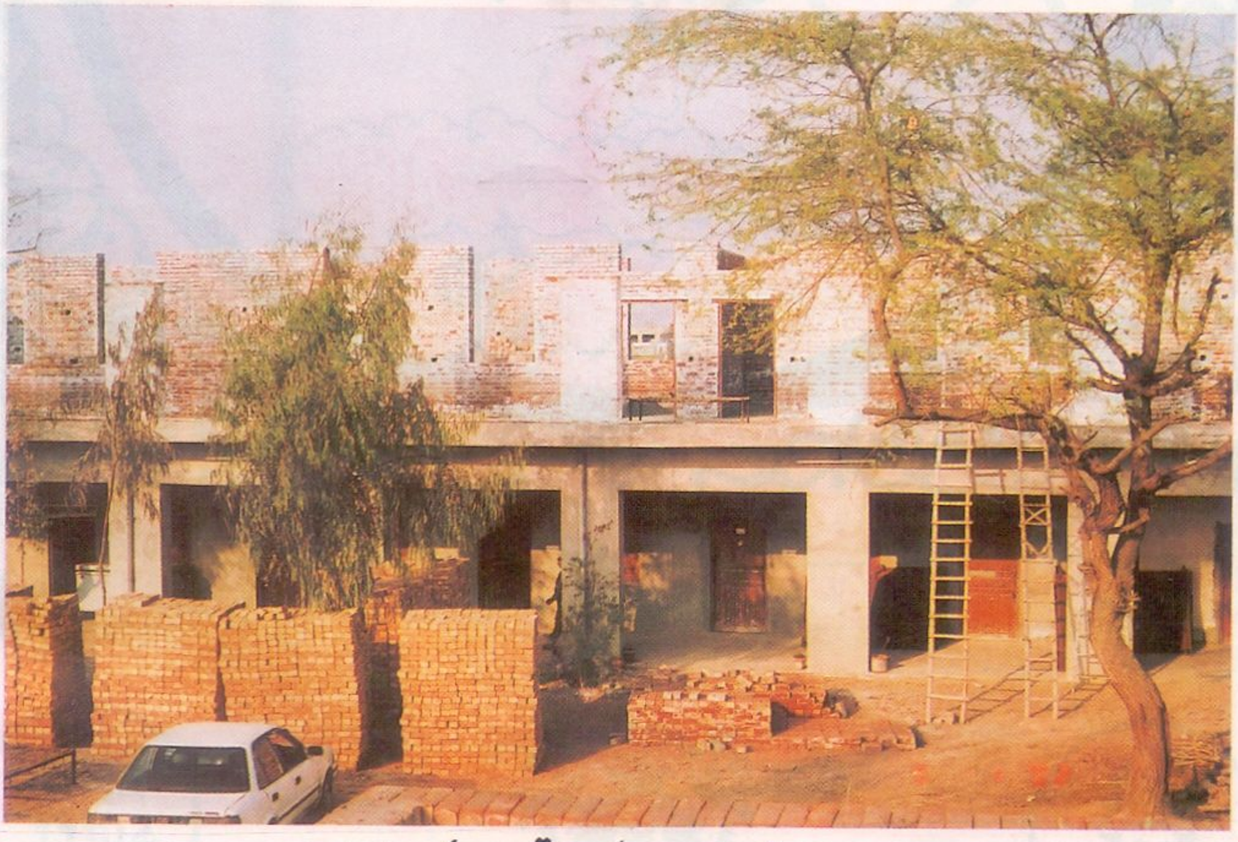

رائیونڈ روڈ جامعہ مدنیہ جدید کے دارالاقامہ کی زیرِ تعمیر بالائی منزل کے شمالی اور جنوبی مناظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ - مارچ ۲۰۰۲ء شمارہ : ۳

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک	○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ــــــ سے آپ کی مدّتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ــــــ ارسال فرمائیں۔
پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ــــــ سالانہ ۱۵۰ روپے	**ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے**
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ــــــ " ۵۰ ریال	دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
بھارت، بنگلہ دیش ــــــ " ۶ امریکی ڈالر	پوسٹ کوڈ : ۵۴۰۰۰ موبائل : ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱
امریکہ، افریقہ ــــــ " ۱۶ ڈالر	فون : ۲۰۰۵۷۷ فون/فیکس: ۹۲-۴۲-۷۷۲۶۷۰۲
برطانیہ ــــــ " ۲۰ ڈالر	E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوار مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اِس شمارے میں

اداریہ ——— ۳

درسِ حدیث ——— حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ——— ۶

موت العالِم موت العالَم ——— ۱۰

میرے والد ماجد ——— مولانا ابو احمد صاحب ——— ۱۱

الہلال ——— ۱۹

دینی مسائل ——— ۲۰

عالمی خبریں ——— ۲۸

الاستفتاء ——— حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ——— ۳۳

حاصلِ مطالعہ ——— حضرت مولانا نعیم الدین صاحب ——— ۴۱

فہمِ حدیث ——— حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ——— ۴۷

تحریکِ احمدیت ——— ۵۲

تقریظ و تنقید ——— ۵۹

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ

خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

۲۰ رفروری کے قومی جرائد میں پاکستان کے فوجی سربراہ کا ایک فخریہ بیان شائع ہوا ہے جس کے مندرجات ملاحظہ فرمائیں :

> صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ انگریزوں کی طرح پاکستانی بھی اپنی انگریزی بولنے کی صلاحیت پر فخر کرتے ہیں..
>
> ....

بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت انگریزی یا کوئی اور زبان بولنا یا اس کی تیاری کر لینا نا شرعاً کوئی بری بات ہے نہ ہی عرفاً البتہ مخصوص حالات میں اس پر فخر کرنا اور وہ بھی صدرِ مملکت جیسی شخصیت کی جانب سے بہر طور باعثِ ننگ و عار ہے۔ اس قسم کی سوچ تنہا پرویز مشرف صاحب ہی کی نہیں ہے بلکہ اعلیٰ عہدوں پر فائز اور بھی بہت سے لوگ اسی قسم کے افکار کے حامل ہیں اور اس کی وجہ درحقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ بدقسمتی سے انگریزی دان تو بن گئے مگر انگریز دان نہ بن سکے اس موقعہ پر مختصر سے تاریخی حوالے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ قارئین کے سامنے ہمارے ملک میں رائج انگریز کے سازشی نظامِ تعلیم کی قباحتیں واضح ہو جائیں :

میرے جدامجد حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ''علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے'' کی جلد ا صفحہ ۱۵ پر رقمطراز ہیں :

....

....

(ج) جبکہ مذہبی جماعتوں کو عوام پر اقتدار تھا تو ضروری ہوا کہ یا تو عوام کو اپنا ہم مذہب کیا جائے ورنہ کم از کم ان کو اپنے مذہب سے متنفر کردیا جائے۔

(د) ہندوستانیوں کے دلوں میں ایسے جذبات پیدا کیے جائیں جن کی بناء پر وہ بھوکے اور قلاش ہوکر بھی انگریز کے وفادار رہیں۔

(ھ) ہندوستانیوں کو ایک دوسرے سے اتنا خائف کردیا جائے کہ وہ انگریز کے وجود ہی کو اپنی سلامتی تصور کریں

آؤ ان سیاہ فام ہندوستانیوں کی تعلیم کو ختم کردو۔ان کے فکر و تدبیر کے سرچشموں کو خشک کردو...

تاکہ یہ بہتر مزدور ثابت ہوں اور ابدالآباد کے لیے ان کی قسمت پر غلامی کی مہر لگ جائے۔

یہ تھا پہلا نظریہ خود غرض کمینہ طبیعت گورے ساہوکاروں کا، جو تجارت کے ساتھ قزاقی بھی کررہے تھے،لیکن کیا یہ جاہل انگریز کے وفادار ہوں گے اور کیا ان کے دلوں سے اپنے مذہب اور مذہبی پیشواؤں کا اقتدار بھی اُٹھ جائے گا۔اس کی صورت صرف یہ ہے کہ ان کو کرسچن بنالیا جائے۔یہ تھا دوسرا نظریہ ان ملّت فروش سیاسی ڈاکوؤں کا جنہوں نے مذہب کو سیاست کا آلہ کار بنایا اور اس کی تعلیم دی۔

مگر کیا انگریزی حکومت کی مشنری کو کچھ تعلیم یافتہ غلاموں کی ضرورت نہ ہوگی ؟ اور کیا دفتروں کے کلرک لندن سے ہی بلائے جائیں گے؟ یہ تیسرا سوال جس کے حل کے لیے برطانوی ڈپلومیسی کے ماہرین نے ہندوستانیوں کی تعلیم کی طرف توجہ کی اور ایسے طرزِ تعلیم پر غور ہونے لگا جو اُن کے اغراض اور ان کے منشاء کے مطابق ہندوستانی نو جوانوں کے دماغوں کی تخلیق کرے۔یہ ہے مختصر ایجنڈا ان غور طلب مسائل کا جن کے حل کے لیے ہندوستانی مفادات کے غاصب برطانوی سامراج کے کٹر وفاداروں کے دماغ عرصہ تک اُلجھے رہے اس ایجنڈے کے پیشِ نظر ہماری آئندہ بحث کے موضوع یہ تین امر قرار پائے ہیں۔

(۱) ہندوستانیوں کو جاہل بنانا (۲) عیسائی بنانا (۳) لامذہب بنانا۔

آگے چل کر حضرتؒ مزید تاریخی حوالوں کے ذکر سے پہلے تحریر فرماتے ہیں :

انگریز کا تیسرا موضوع اور اہم مشن یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو لامذہب بنا دیا جائے اس سلسلہ میں ضروری تھا کہ ہندوستان کا نظام تعلیم تبدیل کر دیا جائے کیونکہ یہی ایک ایسا حربہ تھا کہ جس کے ذریعہ ہندوستانیوں کو ذہنی غلام بنا کر غیر محسوس طور پر ابدالآباد تک ان پر حکمرانی کی جاسکتی ہے چنانچہ مصنفؒ تحریر فرماتے ہیں :

مگر ہمیں اس موقع پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم کی طرف جس قدر توجہ بھی کی گئی اس کا مقصد کیا تھا مسلمانوں پر اس اثر کا کیا ہوا اور علماء ملّت نے اس کا تدارک کیا کیا۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ لارڈ میکالے نے جب ۷؍مارچ ۱۸۳۵ء کو تعلیمی کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے انگریزی زبان میں تعلیم دی جانے کی حمایت کی تھی تو اس نے اپنی رپورٹ میں اپنی رائے کی وجہ یہ بیان کی تھی۔

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہوں اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون و رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو، مگر مذاق (ذوق) اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔

(علمائے حق ص ۳۹　تاریخ التعلیم از میجر باسو ص ۸۷)

قارئین کرام مندرجہ بالا تلخ حقیقت اور اس کے تلخ تر نتائج جو کہ آج آپ کے سامنے ہیں اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون تو ضرور پڑھیں مگر اس پر اکتفانہ کریں بلکہ "روشن خیالی" کے "تاریک زعم" سے مسلم اُمہ کو بچانے کی اپنے تئیں بھر پور سعی بھی ضرور کریں۔

اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ میں دینی غیرت پیدا فرما کر دنیا و آخرت میں سربلندی عطا فرمائیں۔ آمین

مولای صل وسلم دائما ابدا ـ درسِ حدیث ـ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

کتاب اللہ کسوٹی ہے اسی پر احادیث کو بھی پرکھا جاتا ہے
ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن سے علوم بھی بہت پھیلے ہیں
حضرت فاطمہؓ کی نسل کو نبی علیہ السلام کا بیٹا اور بیٹی کہا جاتا ہے
قرآنِ پاک سے حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کی صداقت

﴿حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز﴾

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۲۹ سائیڈ بی ۸۴-۱-۲۰)

الحمد للہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سفر میں ایک مقام پر جس کا نام ''خُم'' ہے وہاں خطبہ ارشاد فرمایا یہ مقام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ حمد وثناء کی وعظ فرمایا تقریر کی، سمجھایا، ڈرایا، آخرت یاد دلائی پھر فرمایا اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان یأتینی رسول ربی فاجیب میں انسان ہوں دنیا سے بالآخر جانا ہے اور قریب ہے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا فرشتہ آئے اور میں اس کی بات پر لبیک کہوں اور میں چلا جاؤں۔

انبیاء علیہم السلام کا اعزاز :

انبیاء کرام علیہم السلام کا اس طرح کا معاملہ ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ وفات کے وقت یہ پوچھواتے ہیں کہ وہ وفات چاہتے ہیں یا نہیں۔ نہیں چاہتے تو اور رہ جائیں۔ یہ خدا کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام کو اعزاز عطا ہوا ہے اب

بھی ایک نبی تو آئیں گے حضرت عیسٰی علیہ السلام۔ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا[1] جب وہ تشریف لائیں گے ان سے بھی دریافت کیا جائے گا اور حضرت موسٰی علیہ السلام نے رہنا چاہا تھا ایک دفعہ یہ بات ہوئی دوبارہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وہ "متنِ ثور" بیل کی کمر پر ہاتھ رکھ دیں جتنے بال ہاتھ کے نیچے آجائیں گے اتنے سال زندہ رہیں تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا تو فرمایا کہ پھر یہی ہوگا ثم الموت ۔حضرت موسٰی علیہ السلام نے عرض کیا فالآن من قریب تو ابھی ٹھیک ہے۔لیکن اتنا ہو جائے رب ادننی من الارض المقدسة رمية بحجر[2] مجھے خداوند کریم ارض مقدسہ (بیت المقدس) کی زمین کے اتنے قریب کردے کہ جتنی دور پتھر پھینکا جاسکتا ہے جیسے فرلانگ بھر۔بس اتنا فاصلہ، میری قبر اور قریب ہو جائے گویا اس کا مطلب یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ پسند کیا ہے کہ اپنے لیے دفن کی جگہ بہتر ہو اور جہاں نبی ہو گا وہ جگہ بہتر ہی ہوگی خود بخود ہی بہتر ہو جائے گی جہاں وفات ہوتی ہے وہیں دفن بھی کیا جاتا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہے کہ دریافت کیا جائے کہ کیا وہ اس وقت وفات پر راضی ہیں تو اس وقت ورنہ جب وہ تیار ہوں،تو ارشاد فرمایا قریب ہے کہ وہ آئے اور میں اس کی بات مان لوں۔وانا تارک فیکم الثقلین میں تمھارے درمیان دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اولھما کتاب اللہ ان دو میں سب سے مقدم جو ہے وہ کتاب اللہ ہے فیه هدیٰ و النور اس میں ہدایت اور نور ہے فخذو بکتاب الله و تمسکوا به کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامو فحث علی کتاب الله ورغب فیه ۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر ابھارا ترغیب دلائی ثم قال پھر فرمایا واھل البیت اور میرے گھر والے اور یہ فرمایا اذکرکم الله فی اھل بیتی یہ متعدد بار فرمایا میں تمھیں اپنے گھر والوں کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں یعنی ان کا حق لوگوں کے ذمہ ہے یہ کئی دفعہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کتاب الله و حبل الله یہ کتاب اللہ جو ہے یہ خدا کی رسی ہے من اتبعه کان علی الھدی جو اس کی پیروی کرتا رہے اس پر چلتا رہے وہ ہدایت پر ہوگا ومن ترکه کان علی الضلالة اور جو کتاب اللہ کو چھوڑ دے وہ گمراہی پر چلا گیا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو چیزیں ہیں جو بھاری ہیں اور میں تمھارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں اور ان میں پھر یہ ہے کہ علوم ان سے کافی چلے ہیں یعنی جو مسائل عورتوں سے متعلق ہیں وہ ازواج مطہرات سے چلے ہیں۔وہ اہل بیت میں داخل ہیں اور اہل بیت میں اور لوگ بھی داخل ہیں،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کو آپ نے اہل بیت میں داخل فرمایا ہے (جو پہلے حدیث شریف گزری ہے) ورنہ لڑکی جب دوسرے گھر کی ہوگئی تو اُدھر کی ہوگئی اور اس کی اولاد جو ہوتی ہے وہ بھی ادھر کی شمار ہوتی ہے۔

---

[1] اب ان کا نزول آسمان سے بطور نبی کے نہ ہوگا بلکہ امتی کے طور پر ہوگا مگر ان کا اعزاز و اکرام نبیوں والا ہوگا۔(مرتب)

[2] مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۷ ، بخاری شریف ج ۱ ص ۴۸۴

حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو نبیؑ کا بیٹا اور بیٹی کہا جاتا ہے :

رسول اللہ ﷺ نے اس قاعدہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں تبدیل فرمایا اور ان کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دیا اور صحابہ کرام بھی یہی کہا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جو اولاد تھی ان کو ابنِ رسول اللہ اور جو بیٹی تھی ان کو بنتِ رسول اللہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بچی سے شادی کی تھی ۔ایک چادر آ گئی چادر بڑھیا تھی تو آپ نے رائے لی کہ کسے دیں تو کچھ صحابہ کرام نے کہا اَعط ھذا بنت رسول اللہ التی عندک جو آپ کے پاس بنتِ رسول اللہ ﷺ ہیں انہیں دے دیجیے تو بنتِ رسول اللہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی جو اُن کے عقد نکاح میں تھیں وہ مراد تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ایسے نہیں بلکہ میں اس کو زیادہ دُوں گا جس عورت نے اسلام کی خدمت زیادہ کی ہو گی، جہاد میں زیادہ حصہ لیا ہو گا اور ایسی عورت جواب ہیں وہ اُم سُلیط ہیں ان کو آپ نے وہ چادر دے دی [۳] اس سے محاورہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جو تھے وہ بھی ابن رسول بنتِ رسول اور آگے جو نسل چلی ہے یعنی حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور اُم کلثومؓ وغیرہ جو تھیں ان سب حضرات کو ابنِ رسول اور بنتِ رسول کہتے رہے تو آپ نے ان کو بھی اس میں داخل کیا تو کتاب اللہ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا۔ اصول جتنے بھی ہیں کتاب اللہ پر مبنی ہیں اور حدیثوں کے صحیح اور غلط ہونے کی پہچان یہ بھی کتاب اللہ ہی سے کی جاتی ہے حدیث کے مضمون کو ملا کر دیکھا جاتا ہے کہ وہ قرآن پاک کے مضمون سے ہٹا ہوا تو نہیں۔ اگر ہٹا ہوا ہے تو اس حدیث شریف کو نہیں لیتے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، یہ حدیث ہے اور اس پر عمل نہیں ہے جیسے ایک تاریخی چیز ہے یادداشت ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا تو کتاب اللہ کسوٹی ہے تمام حدیثوں کی تمام اعمال کی کہ ان کو اس کے مطابق کرنا پڑے گا تو یہ حبل اللّٰہ ہے خدا کی ایک رسی ہے جسے انسان پکڑے تو اوپر تک چڑھ سکتا ہے اور پکڑے تو سلامتی پر قائم ہے اور ایمان پر قائم ہے اس کی اتنی بڑی فضیلت ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو خطبہ دیا تھا اس کو ایک صحابی ہیں حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ وہ نقل فرماتے ہیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت :

حضرت زید ابن ارقمؓ کی ایک خاص فضیلت ہے، قصہ یہ پیش آیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کی خبر دی کچھ اور لوگوں نے کچھ اور خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک پر ان کی طرف سے کچھ بوجھ ہوا تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ تم یہی چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعتِ مبارکہ تمہاری طرف سے خفا ہو تم

---

[۳] بخاری شریف ج ۱ ص ۴۰۳

خفاہی کرنا چاہتے تھے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے ذہنِ مبارک میں تمہاری طرف سے کیا خیال ہوگا کہ وہ غلط باتیں بھی کرتا ہے تو ان کو بہت دل تنگی پیش آئی ان باتوں سے کیونکہ ان کی بات سچی تھی اور جو وہ کئی لوگ مل کر کہہ رہے تھے وہ غلط تھی ،تو اس پر سُورت اُتری تھی اذا جاء ک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول الله یہ سورت اُتری تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی تصدیق کی اور دوسروں نے جو بات کی تھی اس کی تکذیب فرمائی تو ان کو کہتے ہیں صدق الله باُذ نه ؏ اللہ تعالیٰ نے ان کے کان کی سُنی ہوئی بات کی تصدیق فرمائی ۔انھوں نے جو کان سے سنی تھی اور زبان سے کہی تھی اس کی تصدیق اللہ نے فرمائی ۔بعض صحابہ ان کی روایت کرتے بھی ہیں تو یہ نقل کرتے ہیں کہ یہ وہ ہیں صدق الله باُذ نه. اللہ تعالیٰ نے ان کے کان کی تصدیق کی ہے یہ فضائل کا حصہ ہے مناقب کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ عطا فرمائے۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہُوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تا کہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔(ادارہ)

؏ رسول اللہ ﷺ سے بخاری شریف میں بھی یہ بات ان الفاظ میں آتی ہے هو الذی یقول رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا الذی اوفی الله له باذنه (بخاری شریف ج۲ ص۷۲۸)

موت العالِم موت العالَم

مفتی اعظم حضرت مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ۵؍ذی الحجہ مطابق ۱۹؍فروری بروز منگل اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۸۰ برس ہوئی آپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے نہ صرف شاگرد تھے بلکہ ان کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی ہوئے تھے آپ کی دینی اور فلاحی خدمات کے احاطہ کے لیے جہاں ایک دفتر چاہیے وہاں آپ کی قومی اور ملی خدمات کے لیے بھی بہت سے قرطاس درکار ہوں گے۔ ان خدمات کے حوالہ سے بلاشبہ پاکستان کی چندگنی چنی شخصیات میں سے ایک شخصیت آپ کی بھی ہے آپ کی رحلت اہل حق کی صف میں ایسا خلا پیدا کر گئی ہے کہ جس کے پُر کرنے کے لیے وقت کے ساتھ ساتھ بہت سے افراد بھی درکار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر اپنے شایانِ شان ان کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔ آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اس پر اجرِ جزیل عطا فرمائے آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں آپ کے لیے دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کیا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

وضاحت بھی..............معذرت بھی

گزشتہ ماہ کے انوار مدینہ کی ڈاک ترسیل کے دوران محکمہ ڈاک نے ہر قاری سے اضافی ۸ روپے بوجہ بیرنگ وصول کیے حالانکہ جی پی او سے ترسیل کا اجازت نامہ لے کر محکمہ ڈاک کے متعلقہ عملہ کو بروقت پہنچا دیا گیا تھا محکمہ ڈاک کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے جہاں جریدہ کی ساکھ کو دھچکہ لگا وہاں قارئین کرام کو بھی اضافی خرچ کے ساتھ ذہنی کوفت سے دو چار ہونا پڑا ادارہ اس وضاحت کے ساتھ قارئین کرام سے معذرت کا خواہاں ہے اور بشمول قارئین محکمہ ڈاک کی اس لاپروائی پر محکمہ سے تحریر شکایت کے ساتھ ساتھ احتجاج بھی کرتا ہے۔ (ادارہ)

مولانا ابو احمد صاحب
مدینہ منورہ

قسط : ۲

میرے والد ماجد

حضرت مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت :

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ ۱۳۴۳ھ میں ضلع بلند شہر کے گاؤں ''بستی'' میں پیدا ہوئے۔ ہمارے دادا جانؒ کا نام محمد صدیق تھا اور ان کے والد کا نام اسد اللہ تھا، قوم راجپوت سے تھے، دادا جان کے ماموں صوفی محمد اسماعیل صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت تھے جن کی وجہ سے گھرانے میں دینداری کا ماحول تھا، جب ابا جانؒ کی عمر پانچ برس ہوئی تو دادی جان کی وفات ہوگئی۔

تعلیم کا آغاز :

سب سے پہلے حفظ قرآن سے ابتداء کی، گاؤں کی جامع مسجد میں مولانا قاری محمد صادق سنبھلی رحمہ اللہ امام تھے حضرت والد ماجد ان سے روزانہ پاؤ پارہ سبق لیتے تھے، فجر کے بعد سے ظہر تک یاد کر کے سنا دیتے تھے، ہر چوتھے دن پورا پارہ نوافل میں استاد محترم کو سناتے تھے چھ ماہ میں حفظ قرآن مکمل کر لیا پھر مولانا موصوف رحمہ اللہ سے ہی نحو و صرف اور فارسی پڑھی۔

اس کے بعد ۱۳۵۶ھ میں مدرسہ قادریہ میں داخلہ لیا جو حسن پور میں واقع تھا، وہاں نحو کی کتابیں پڑھیں، پھر مدرسہ امدادیہ مراد آباد چلے گئے جہاں حضرت مولانا محمد حیات سنبھلی رحمہ اللہ صدر مدرس تھے۔ دو سال وہاں تعلیم حاصل کی اصول فقہ اور فقہ کی کتابوں کے علاوہ ادب اور منطق کی کتابیں پڑھیں پھر ۱۳۵۷ھ میں مدرسہ خلافہ علی گڑھ میں داخلہ لیا جہاں دو سال سلسلہ تعلیم جاری رہا۔ عقائد، فقہ اور علوم بلاغت کی کتابیں پڑھیں۔

علمِ حدیث کا حصول :

شوال ۱۳۶۰ھ میں جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور تین سال تک وہیں قیام رہا، دو سال تفسیر وحدیث، مصطلح الحدیث، اصول فقہ اور عربی ادب کی کتابیں پڑھیں، تیسرے سال دورۂ حدیث کیا، بخاری شریف جلد اول حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی، جلد ثانی حضرت مولانا عبد اللطیف برقاضوی رحمہ اللہ سے

پڑھی، جامع ترمذی مع شمائل اور شرح معانی الآثار کی جلد اول حضرت عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ سے پڑھی، صحیح مسلم حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رامپوری سے پڑھی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ نیز موطا (دونوں روایتوں کے ساتھ) مولانا منظور احمد سہارنپوری سے پڑھیں، مشکوٰۃ المصابیح حضرت قاری سعید احمد اجراروی رحمہ اللہ سے پڑھی تھی۔

اسانید اور اجازت :

جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مشائخ نے روایت حدیث و تدریس کی اجازت دی، جن میں سرفہرست شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تھے، اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد حیات سنبھلی رحمہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ حیاۃ العلوم) نے بھی اجازت حدیث عنایت فرمائی، حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب رامپوری سے بھی اجازت حدیث حاصل تھی ان کو حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے براہ راست اجازت تھی۔

فقیہ الملۃ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ نے بھی تحدیث و افتاء کی اجازت مرحمت فرمائی تھی، نیز صاحب اعلاء السنن حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے بھی اجازت حدیث حاصل تھی، اور مسند العصر حضرت شیخ محمد یاسین بن عیسی الفادانی المکی الشافعی رحمہ اللہ سے بھی اجازتِ تحدیث حاصل تھی، حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے ان تمام اسانید اور اجازت کو اپنی کتاب "**العناقید الغالیۃ من الا سانید العالیۃ**" میں جمع فرمادیا ہے، بلکہ کتاب مذکور میں تمام علمائے دیوبند کی اسانید مع تراجم ذکر کی ہیں جو علم حدیث کا شغف اور ذوق رکھنے والوں کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں، یہ کتاب حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب مدنی دام مجدہم نے مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی سے شائع کی ہے۔

تدریس :

جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور سے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں پڑھایا، دہلی میں آٹھ سال قیام فرمایا، پھر کلکتہ منتقل ہو گئے اور مدرسہ نداء الاسلام اور جامع العلوم میں پڑھاتے رہے، کلکتہ کے قیام کے دوران اپنی مشہور تصنیف "**زاد الطالبین من کلام رسول رب العالمین**" لکھی۔

۱۳۸۱ھ میں فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے بیت اللہ الحرام کا سفر کیا اور زیارت حرمین کے بعد واپسی میں مراد آباد تشریف لے گئے جس کا مقصد اپنے استاد محترم حضرت مولانا محمد حیات سنبھلی رحمہ اللہ کی زیارت تھا، حضرت موصوف کو ابا جان سے بہت محبت تھی جس کی بناء پر انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ تم مراد آباد میں ہی ٹھہر جاؤ اور ہمارے مدرسہ جامعہ حیات العلوم میں تدریسی خدمات انجام دو، ابا جان رحمہ اللہ نے استاد محترم کی خواہش کو حکم سمجھ کر قبول فرمایا اور ڈھائی سال مذکورہ مدرسہ میں حدیث شریف اور فقہ کی کتابیں پڑھائیں۔

پاکستان آمد اور دارالعلوم کراچی میں تقرر :

۱۳۸۴ھ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے پاکستان طلب فرمایا، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دام مجدہم کے ذریعہ غائبانہ تعارف حضرت کو حاصل تھا، چنانچہ پاکستان تشریف لے آئے اور بارہ سال تک جامعہ دارالعلوم کراچی میں حدیث وفقہ کی کتابیں پڑھاتے رہے اور فقہی سوالات کے جوابات بھی لکھتے رہے، فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس سے قبل فتوٰی نویسی کا کام نہ کیا تھا، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ تم کل سے فتوٰی لکھا کرو، نہ جانے حضرت نے دل سے کیسی دعا دی کہ افتاء کا کام آسان ہوگیا۔

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت :

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے تقریباً دو ہفتے قبل ۱۳۹۶ھ میں ابا جان رحمہ اللہ مکہ معظمہ آگئے، پھر ایک سال بعد ہم لوگوں کو بھی بلا لیا اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری علمی مدد کے لیے مولانا عاشق الٰہی صاحب کو مدینہ بھیج دیا ہے'' چنانچہ حضرت کے حکم سے کئی کتابیں تالیف فرمائیں، جن میں سب سے پہلی ''حقوق الوالدین'' تھی، چھبیس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، اس طویل عرصہ میں فقہ وحدیث کی کتابیں پڑھانے کے علاوہ بڑی تعداد میں دینی، علمی اور اصلاحی کتابیں تصنیف فرمائیں، آخر میں تفسیر ''انوار البیان فی کشف اسرار القرآن'' تالیف فرمائی، جس کی تالیف میں تقریباً دس سال کا عرصہ لگا اور ۹ جلدوں میں شائع ہوئی، اس کا انگریزی ترجمہ ہوچکا ہے، فرانسیسی، ہندی اور بنگلہ ترجمہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ پایہ تکمیل تک پہنچائے، آمین۔

اب ذیل میں حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کی بعض خصوصیات اور اوصاف واخلاق کا تذکرہ کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اولیاء کی جماعت میں شامل فرمائے، آمین۔

زہد فی الدنیا :

دنیا میں رہتے ہوئے کبھی دنیا کو اپنے قریب پھٹکنے نہ دیا، کبھی ایک ریال بھی جمع نہیں فرمایا جو کچھ آتا اسی وقت تقسیم فرما دیتے، کل کیا ہوگا اور آنے والی ضرورت کیسے پوری ہوگی؟ اس کے بارے میں کبھی سوچا تک نہیں، ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ جب جیب خالی کردیتا ہوں تو نفس کہتا ہے کہ اب کہاں سے آئے گا؟ تو فوراً دل جواب دیتا ہے کہ : اب تک کہاں سے آیا تھا؟ جس رب نے اب تک دیا وہ ہمیشہ دے گا۔

اپنے اور اپنی اولاد کے لیے کوئی گھر وغیرہ نہیں بنایا وفات سے کچھ عرصہ قبل تشکرانہ انداز میں فرمایا : الحمد للہ دنیا

میں میرا کوئی گھر نہیں، زندگی میں کبھی اکاؤنٹ کھولنے کی نوبت نہیں آئی، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دام مجدہم نے فرمایا کہ "دنیا ان کو چھو کر بھی نہیں گزری"۔

لباس :

لباس ہمیشہ سفید اور سادہ پہنتے تھے، شلوار سنت کے مطابق آدھی پنڈلیوں تک ہوتی تھی، ہفتہ میں دو بار کپڑے بدلتے تھے۔

خوش طبعی :

طبیعت میں ہمیشہ بشاشت اور خوش طبعی رہتی تھی، باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے، غمزدہ آدمی بھی تھوڑی دیر اگر پاس بیٹھ جائے تو اس کا غم کافور ہو جاتا تھا، مذاق ایسا فرماتے تھے جس سے حاضرین کا دل خوش ہو لیکن خلاف حقیقت یا خلاف شریعت کبھی کوئی بات نہ فرماتے تھے۔ جب کوئی قریبی تعلق والا کئی دن بعد ملتا تو فرماتے : **"أنت من الغائبين مثل هدهد سليمان عليه السلام"**۔

سادگی اور تواضع :

طبیعت میں نہایت سادگی اور تواضع تھی۔ اپنے لیے کوئی خاص نشست یا بیٹھنے کے لیے خاص جگہ تک مقرر نہ فرمائی تھی، تواضع اتنی تھی کہ عام آدمی یہ نہ سمجھ سکتا تھا کہ یہ علم کا سمندر ہیں، غریبوں سے محبت فرماتے اور ان کو خود سے قریب رکھتے، اگر کوئی مالدار بذاتِ خود تعلق اور محبت رکھتا تو اخلاقِ اسلامیہ کے مطابق معاملہ فرماتے تھے، ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا کہ سب سے زیادہ مجھ ہی سے تعلق ہے اور یہ اتباع سنت کی برکت تھی۔

دینی غیرت :

دین کے معاملہ میں کبھی تساہل یا مداہنت کو گوارا نہ فرماتے۔ بڑے آدمی کے سامنے کلمہ حق کہنے سے کبھی نہ ہچکچاتے، اگر کوئی منکر اور خلاف شریعت بات دیکھتے تو جلال آ جاتا اور بہت سخت الفاظ میں نہایت غصہ کے ساتھ ٹوکتے اور تنبیہ فرماتے تھے، اپنی ذات کے لیے کبھی غصہ نہ ہوتے تھے۔

طہارت و پاکیزگی :

طہارت کا خاص اہتمام تھا وضو اور غسل بڑی احتیاط کے ساتھ کرتے تھے، اپنی جائے نماز کی بہت حفاظت کرتے تھے اور استعمال کی ہر چیز میں اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اختیار فرماتے تھے۔

عبادت اور ادعیہ ماثورہ اور اذکار مسنونہ کی پابندی :

مسنون دعاؤں کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ ہر موقع کی مسنون دعائیں اور اذکار کی تادم آخر پابندی فرمائی۔ رات کو جن سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے ان کو پابندی سے پڑھتے رہتے۔ سورۂ سجدہ، سورۃ الملک پڑھے بغیر کبھی نہ سوتے تھے۔ صبح کو سورہ یٰسین اور مغرب کے بعد سورہ واقعہ کی تلاوت ضرور فرماتے تھے۔

ان کی زندگی کا ہر لمحہ اطاعت الٰہی اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتا تھا اور پوری زندگی ہی عبادت سے عبارت تھی۔ فجر کی نماز پڑھ کر اشراق تک مسنون اذکار اور دعائیں پڑھتے رہتے اور اشراق پڑھ کر ہی جائے نماز سے اُٹھتے تھے۔ اس دوران کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ اس عمل کا ثواب حج وعمرہ کے برابر ہے جو روزانہ حاصل کرتے تھے جمعہ کے دن بہت زیادہ درود شریف پڑھتے تھے، خاص طور پر عصر سے مغرب تک تو مستقل درود شریف کا ورد کرتے تھے۔

شب بیداری :

معمول یہ تھا کہ رات بھر علمی کام میں مشغول رہتے تھے، تصنیف و تالیف اور تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ رات بھر میں صرف ایک گھنٹہ آرام فرماتے تھے اور نماز فجر کے بعد اشراق پڑھ کر ظہر تک آرام فرماتے تھے، آنکھ لگنے تک مسلسل ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے۔

اخلاص وللّٰہیت :

تصنیف و تالیف اور تمام دینی خدمات میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود رہتی، کبھی کسی کتاب کے حقوق طبع محفوظ نہیں کیے اور نہ کبھی کسی ناشر سے حق تصنیف لیا، بلکہ زبان حال سے یوں فرماتے تھے :"ان اجری الا علی اللّٰہ"، ان کی بہت سی کتابیں اتنی مقبول ہوئیں کہ لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوئیں۔ ناشرین نے بہت منافع کمایا لیکن انھوں نے کبھی ان سے کوئی حق تصنیف نہ لیا۔ حیرت کی انتہا اس وقت ہوئی جب بعض لوگوں نے ان کی کتابیں اپنے نام سے شائع کر دیں تو ذرا بھی ناگواری کا اظہار نہ فرمایا بلکہ فرمایا کہ بھائی دین کی اشاعت مقصود ہے، لوگوں تک اللہ کا دین پہنچانا چاہیے، میرا نام نہ ہوا تو کیا ہوا؟ بعض لوگوں نے اپنے نام سے شائع کر دی تو اس پر کوئی اعتراض اور مقدمہ نہ فرمایا بلکہ کتاب کی اشاعت پر خوشی کا اظہار فرمایا، اپنا نفس اور اپنی ذات ان کے سامنے تھی ہی نہیں، وہ تو صرف رضائے خداوندی کے لیے کام کرتے تھے۔ اپنی ہی تصنیفات ناشرین سے قیمتاً خریدتے تھے۔ اپنی تفسیر کی کتاب کی رقم خود ادا فرمائی جبکہ ناشر سے کچھ بھی نہ لیا۔

اولاد اور ذرّیت کے لیے ایک خاص دعاء :

ہمیشہ یہ دعا فرماتے تھے کہ ''اے اللہ ! میری اولاد کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرما اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی دین پر استقامت نصیب فرما''۔ عرفات کے میدان میں بھی گڑگڑا کر یہ دعا ضرور کرتے تھے۔ اٹھائیس حج کیے اور بے شمار عمرے کیے جن کی تعداد کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ اللہ ہمیں دین پر استقامت نصیب فرمائے اور اس قافلہ سے ملائے جو انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

بعض سبق آموز اور حیرت انگیز واقعات

دنیا سے بے رغبتی :

میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد مدنی نے بیان کیا کہ جنوبی افریقہ سے ایک صاحب آئے۔ گیارہ ہزار ریال خدمت میں پیش کیے کہ یہ آپ کے لیے ہدیہ ہیں۔ فرمایا : ''ان پیسوں کو اٹھالو! میرے پاس نہ ان کے رکھنے کی جگہ ہے نہ خرچ کرنے کی''۔ انہوں نے عرض کیا :''میں تو نیت کر چکا ہوں، ہرگز واپس نہ لوں گا''۔ تو فرمایا میں تمہاری نیت کا ذمہ دار نہیں، اپنے پیسے اٹھالو''۔ وہ صاحب بالکل نہ مانے اور پیسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اس رقم کو ہاتھ نہ لگایا بلکہ اپنے ایک شاگرد سے فرمایا :''ان کو رکھ لو اور جس ادارہ نے میری تفسیر شائع کی ہے ان کو بھیج دو کہ اس رقم کے جتنے سیٹ بنیں وہ تقسیم کردیے جائیں''۔

ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا :''میاں ! دنیا جتنی کم ہو اتنا ہی اچھا ہے''۔

وفات سے تین چار دن قبل کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب امریکہ سے آئے اور اپنے کاروبار کی تفصیل بتاتے رہے کہ امریکا میں میرا بہت بڑا کاروبار ہے اور اب کراچی میں ایک فیکٹری لگا رہا ہوں۔ ان کی باتیں سخت ناگوار گزریں کیونکہ دنیا کا تذکرہ بھی پسند نہ تھا۔ ان سے فرمایا : ''دنیا جمع کرنے والوں نے کیا پھل پایا ہے؟ لا تغرنکم الحیاۃ الدنیا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ آخرت کی فکر میں لگو اور اسی کے لیے عمل کرو'' اور کافی دیر تک دنیا کی بے ثباتی اور حقارت بیان کرتے رہے۔ میں اس وقت مجلس میں موجود تھا۔ وہ صاحب کہنے لگے : ''حضرت کا مزاج جلالی ہے ''۔ میں نے کہا : ''بزرگوں کے سامنے سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے''۔

تقویٰ اور شبہات سے اجتناب :

تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر عمل کرتے تھے، ہر مشتبہ چیز سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ گوشت اور مرغی کو اس وقت تک

ہاتھ نہ لگاتے تھے جب تک کوئی معتبر آدمی یہ نہ بتادے کہ میرے سامنے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کی گئی ہے۔ جن ہوٹلوں میں برازیلی اور فرانسیسی مرغیاں ہوتی ہیں ان ہوٹلوں سے روٹی تک نہ خریدتے تھے، یہاں تک کہ ایسے ہوٹلوں میں مرغی کے علاوہ جو سالن بنتے ہیں وہ بھی نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہوٹل والے کی آمدنی مشتبہ ہے اور مرغی اور گوشت والے چمچے سے ہی یہ لوگ دوسرا سالن بھی نکالتے ہیں۔ ایک صاحب جن کا مدینہ میں ایک ریسٹورنٹ تھا، انہوں نے عرض کیا ''حضرت میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں''۔ فرمایا : ''تمہارا پیسہ حلال نہیں ہے، تم باہر کی مرغیاں فروخت کرتے ہو، میں تمہاری دعوت نہیں کھاتا۔'' اس نے عرض کیا : ''حضرت اب تو میں نے ہوٹل بند کردیا ہے اور ہر چیز دس ریال والی دکان کرلی ہے۔'' فرمایا : ''وہ بھی تو اسی پیسے سے کی ہے۔'' وتر پڑھنے لگے تو ان صاحب نے اپنی جائے نماز بچھادی۔ فرمایا : ''اپنی جائے نماز ہٹالو! میں اس پر نماز پڑھنے کو درست نہیں سمجھتا''۔

حق گوئی و بے باکی :

مسجد نبوی میں ایک صاحب مسئلہ پوچھنے کے لیے آئے۔ فرمایا : ''مجھے نماز پوری کرنی ہے، اگر طلب سچی ہے تو بیٹھو''۔ وہ بیٹھ گئے۔ جب حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مسئلہ پوچھنا چاہا تو فرمایا : ''مسئلہ دریافت کرنے سے پہلے یہ بتاؤ کہ ڈاڑھی کیوں کاٹتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ دعاء کریں۔ فرمایا : ''میں دعاء کروں اور تم کچھ نہ کرو۔'' انہوں نے کہا کہ میں انشاء اللہ ڈاڑھی سنت کے مطابق رکھ لوں گا۔ فرمایا : ''ابھی وعدہ کرو''۔ چنانچہ ان سے پہلے وعدہ لیا پھر مسئلہ بتایا۔

بدعت سے نفرت :

بدعت اور اہل بدعت سے شدید نفرت تھی۔ مکہ معظمہ کے ایک شیخ جو بعض بدعات میں مبتلا ہیں، حج کے دوران منیٰ میں اسی معلم کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے جہاں ہم لوگ تھے۔ اچانک وہ ملاقات کے لیے آگئے۔ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو معلوم نہ ہوسکا کہ یہ فلاں ہیں۔ جب وہ چلے گئے تو کسی نے ان کا نام بتایا تو سن کر بہت زیادہ استغفار کی اور فرمایا : ''لاعلمی میں مَیں نے ایک بدعتی کو سلام کا جواب دے دیا اور اس کا اکرام کیا''۔ مذکورہ شیخ کا ایک شاگرد گھر پر ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے اطلاع دی کہ ابا جی ! فلاں بن فلاں اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے فرمایا : ''اس سے کہہ دو کہ اگر بدعت سے توبہ کی ہے تو اندر آئے ورنہ اجازت نہیں''۔

مدینہ سے والہانہ محبت :

مدینۃ الرسول ﷺ سے والہانہ محبت تھی چھبیس سال کے عرصہ میں صرف دو مرتبہ پاکستان تشریف لے گئے

تھے۔ مدینہ سے صرف حج وعمرہ کے لیے نکلنا گوارہ کرتے تھے۔ جب ہم لوگ نئے نئے مدینہ آئے تھے تو عوالی کے شروع میں جنت البقیع کی دیوار کے قریب ایک گھر لیا تھا۔ صبح کو حضرت والد ماجد رحمہ اللہ مجھے اور بڑے بھائی کو لے کر شیخ عبدالقادر مرغلانی حفظہ اللہ تعالی کے مدرسہ میں جایا کرتے تھے۔ جو مسجد اجابہ کے قریب تھا۔ راستہ کچا تھا۔ ریت اور غبار سے روزانہ کپڑے اور پاؤں بھر جاتے تھے۔ وہاں سے گزرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتے تھے کہ مدینۃ النبی ﷺ کی پاک مٹی ہمارے بدن کو لگتی ہے۔ وہیں سے گزرتے ہوئے یہ شعر کہا تھا۔

نہ پوچھ ٹھکانہ ہمارے شرف کا
جوارِ محمد ﷺ میں رہتے ہیں ہم

اللهم لا تحرمنا أجره ، ولا تفتنا بعده

(بشکریہ ضرب مومن)

حضرتؒ کے آخری خط کا عکس جو اکتوبر ۲۰۰۱ء میں تحریر فرمایا بطور یادگار انوارِ مدینہ میں شائع کیا جا رہا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد عاشق الٰہی البرنی

MUHAMMAD AASHIQ ILAHI AL-BARNI

التاریخ / / ۱٤۲ھ

Date: / / 200

بگرامی قدر مولانا سید محمود میاں صاحب دام مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے خیریت سے ہونگے؟ مولانا فضل الرحمن جناب صدر جمعیۃ العلماء اسلام مدینہ منورہ تشریف لائے تھے میرے گھر بھی تشریف لائے تھے میں سو رہا تھا افسوس ہے کہ مجھے گھر والوں نے جگایا نہیں ملاقات سے محروم رہی۔ مولانا کے دلیرانہ بیانات سے بہت خوشی ہے میں نے ایک معذرت کا خط لکھا ہے پتہ معلوم نہیں کہ کس پتہ پر بھیجوں خیال آیا کہ آپکو واسطہ بنا لوں آپ کسی بھی طرح سے انکے نام کا لفافہ انکے ہاں بھیجدیں۔ اور کچھ سوالات ہیں انکے جوابات اپنے دارالافتاء سے حاصل کرکے پرچہ انوار مدینہ میں شایع کروادیں رمضان المبارک کی ایک چہل حدیث ارسال کررہا ہوں اسکو رمضان المبارک کے شمارہ انوار مدینہ میں شائع فرمادیں اور علاحدہ بھی کتابچہ کی صورت میں شایع فرمادیں۔

باقی سب احباب واصحاب کو سلام۔ باقی سب خیریت ہے
دعاؤں میں یاد فرمائیں والسلام

محمد عاشق الٰہی

سالک راہ حریت و صداقت کے پاؤں میں اسکے دشمن لوہے کی زنجیریں ڈال دیتے ہیں تا کہ وہ آئندہ کے منازل طے نہ کر سکے، لیکن اکثر ایسا یہ زنجیر لوہے کی جگہ سونے کی بھی ہوتی ہے وہ اس طلسمی زنجیر کو دیکھ کر راہ ورسم منزل صداقت پرستی سے بے خبر ہو جاتا ہے اس کے لیے دوڑتا ہے اور مسکراتا ہوا خود دشمن کے ہاتھ سے لے کر اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہے یہ طلسمی زنجیر کیا ہے؟ اُمّید زر اور طمع جاہ!

لیکن آہ ! کس قدر دنی الوجود اور کم ظرف ہے وہ انسان، جو صرف حب مال اور الفت زر کے لیے خدا کی محبت کو ٹھکرا دیتا ہے اور ایک فانی شے کے لیے حق و صداقت کی باقی اور لازوال دولت کو ہمیشہ کے لیے کھو دیتا ہے ! وہ چاندی سونے کے سکوں کو اگر خدا کے لیے اور اس کی سچائی کے لیے کھو دے تو خدا اسے سچائی کے ساتھ واپس دلا سکتا ہے پر جس خدا کی محبت کو دولت کے لیے کھوتا ہے، وہ تو اسے دولت نہیں دلا سکتی ؟ پھر انسانیت کے لیے کیسی دردانگیز موت ہے کہ انسان آسمان کی سب سے بڑی عزت کو زمین کی سب سے زیادہ حقیر شے کے لیے کھو دے؟

فی الحقیقت راہ حق پرستی کی سب سے بڑی آزمائش چاندی کی چمک اور سونے کی سرخی ہی میں ہے اوا گر اس منزل پر خطر سے تم گزر گئے تو پھر تمہاری ہمت بے پروا اور تمہارا عزم ہمیشہ کے لیے بے خوف ہے۔ یہی طمع کا خبیث دیو ہے جس کا پنجہ بڑا ہی زبردست اور جس کی پکڑ قلب انسانی کے لیے بڑی ہی مضبوط ہوتی ہے۔ اسی نے فرزندان ملت سے غیروں کے آگے مخبری کرائی ہے۔ یہی پکڑ پکڑ کے ابنائے وطن کو لے گیا ہے، اور غیروں کے قدموں پر اخلاق کی ناپاکی اور جذبات کی کثافت کے کیچڑ میں گرا دیا ہے، تاکہ اپنے وطن، اپنی سرزمین، اپنے مذہب، اپنی قوم، اور اپنے بھائیوں کے خلاف جاسوسی کریں! اسی نے بڑے بڑے مدعیان خدمت ملک و ملت کی برسوں کی کمائی ایک آن کے اندر ضائع کر دی ہے، اور انہیں چارپائیوں کی طرح گرا دیا ہے تاک برسوں کی سچائی کو ایک لمحہ کی طمع پر قربان کرادیں۔ آہ ! یہی انسانیت کے لیے وہ روح خبیث ہے جو بڑے بڑے پاک جسموں، بڑی بڑی مقدس صورتیں بڑے بڑے پر از علم و عمل دلوں کے اندر حلول کر گئی ہے، فرشتہ سیرتوں نے شیطانوں کے، اور ملکوتی صفات ہستیوں نے خونخوار عفریتوں کے سے کام کیسے ہیں !

(الہلال ج ۴ ص ۹)

قسط : ۷

دینی مسائل

﴿ غسل کا بیان ﴾

غسل کا مسنون طریقہ :

غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے اور اگر غسل کی جگہ میں پانی نہ ٹھہرتا ہو فوراً بہہ جاتا ہو یا ٹھہرتا ہو لیکن وہاں کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولے اور اگر ایسا نہیں ہے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے بدن پر پانی بہہ جائے۔ پہلی مرتبہ پانی ڈالنے کے بعد جسم کو مل لے تاکہ سارے جسم پر پانی پہنچ جائے۔ اگر پہلے پاؤں نہ دھوئے ہوں تو اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پیر دھوئے۔

تنبیہ : مذکور غسل میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض سنت اور بعض مستحب ہیں۔

غسل کے فرائض :

غسل میں صرف تین چیزیں فرض ہیں :

(۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔

(۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ : جب سارے بدن پر پانی پڑ جائے اور کلی کرلے اور ناک میں پانی ڈالنے کی غرض سے کھڑا ہو گیا یا حوض وغیرہ میں گر پڑا اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کرلی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔

مسئلہ : اگر بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ : اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا

تھا اسی کو دھولے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا سا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہیے۔ اور اگر کلی کرنا بھول گیا ہو تو اب کر لے۔ اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے۔ غرضیکہ جو چیز رہ گئی ہو، اب اس کو کر لے، نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ : اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھولے تب بھی غسل ہو گیا لیکن جب اچھا ہو جائے تو اب سر دھوڈالے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ : عورت کو پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ اگر مرد کا ختنہ نہ ہوا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھال کے کھولنے میں دقت نہ ہو تو کھال کے اندر پانی ڈالنا فرض ہے اور اگر دقت ہو تو فرض نہیں۔

مسئلہ : اگر عورت کے سر کے اوپر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ اور اگر سر کے اوپر کے بال تھوڑے تھوڑے کر کے خوب گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے۔ اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگودے۔

مسئلہ : عورت کو چاہیے کہ نتھ، بالیوں، انگوٹھی اور چھلوں کو خوب ہلالے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔

مسئلہ : اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا یا تو غسل نہیں ہوا، جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا لے۔

مسئلہ : ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم، روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔

مسئلہ : کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے۔ پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا البتہ اگر اس طرح پانی پیئے کہ سارے منہ میں پانی نہ پہنچے تو یہ کافی نہیں ہے کلی کر لینا چاہیے۔

مسئلہ : اگر سر کے بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہو کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال دیا تو غسل ہو گیا۔

مسئلہ : اگر دانتوں کے بیچ میں چھالیہ وغیرہ کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اس کی وجہ سے دانتوں میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ : ماتھے پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھوڈالے اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا، اوپر ہی اوپر بہ جائے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر کسی عورت نے دانتوں پر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ : کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لیے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑائے گا تو اس کے نیچے آنکھ کے کونے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ اس کو چھڑائے بغیر نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

غسل کی سنتیں :

غسل فرض ہو یا غیر فرض اس کے لیے یہ چیزیں سنت ہیں :

(۱) غسل کی نیت کرنا۔

(۲) ابتداء میں کپڑے اتارنے سے پہلے بسم اللہ کہنا۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔

(۴) استنجا کرنا خواہ استنجے کی جگہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو۔

(۵) جسم پر کسی جگہ نجاست لگی ہو اس کو دھونا۔

(۶) وضو کرنا۔

(۷) سر اور تمام بدن پر تین بار پانی ڈالنا۔

(۸) جس ترتیب سے اوپر کی سنتیں بیان ہوئی ہیں اسی ترتیب سے ادا کرنا۔

(۹) جسم کے تمام اعضاء کو پہلی مرتبہ میں ملنا یعنی ان پر ہاتھ پھیرنا تاکہ سب جگہ پانی اچھی طرح پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔

(۱۰) ایسی جگہ پر نہائے جہاں اس کو کوئی نہ دیکھے۔

غسل کے مستحبات :

(۱) تواتر کے ساتھ پانی بہائے یعنی تمام اعضائے بدن کو اس طرح دھوئے کہ جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے زمانے میں ایک حصہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھل جائے۔

(۲) غسل کے بعد تولیہ وغیرہ موٹے کپڑے سے اپنے بدن کو پونچھ ڈالے لیکن اگر مجبوری نہ ہو تو بہت مبالغہ

نہ کرے تاکہ اس کے اعضاء پر غسل کا کچھ اثر باقی رہے۔

(۳) غسل کے بعد بدن ڈھانپنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔

(۴) اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا مستحب ہے۔

غسل کے مکروہات :

(۱) ننگے ہو کر نہانے میں قبلہ رخ ہونا۔

(۲) غسل میں ستر کھلے ہوئے بلاضرورت بات کرنا۔

(۳) پانی کے استعمال میں بے جا زیادتی یا کمی کرنا۔

(۴) مسنون طریقے کے خلاف غسل کرنا۔

فرض غسل

حدث اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے۔ حدث اکبر کے چار سبب ہیں :

پہلا سبب :

خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، کسی خیال وتصور سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔

مسئلہ : اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر خاص حصہ (آلہ تناسل) سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مثلاً اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہوگئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ : اگر کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا۔ غسل کے بعد شہوت کے بغیر دوبارہ کچھ نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے بشرطیکہ یہ باقی منی سونے سے پہلے یا پیشاب کرنے سے قبل یا چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے سے قبل نکلے۔ مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی اس کا اعادہ لازم نہیں۔

مسئلہ : کسی کے خاص حصے سے پیشاب کے بعد منی نکلی تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ : میاں بیوی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے۔ جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سونے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو دونوں نہالیں۔ احتیاط اسی میں ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ یہ کس کی منی ہے۔

دوسرا سبب

زندہ باشہوت مرد خواہ بالغ ہو یا نابالغ ہو اس کے خاص حصہ کے سر یعنی حشفہ کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ (یعنی پاخانہ کی جگہ) میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو یا خنثی ہو اور خواہ منی گرے یا نہ گرے۔ اس صورت میں اگر دونوں بالغ ہوں تو دونوں پر ورنہ جو بھی بالغ ہو اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ : اگر لڑکی کمسن ہو مگر جماع کے قابل ہو یعنی جماع کرنے سے اس کے آگے اور پیچھے کی راہیں ایک ہو جانے کا خوف نہ ہو تو اس کے خاص حصے میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا اگر وہ مرد بالغ ہے۔

مسئلہ : جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اس کے خاص حصہ کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائے گا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔

مسئلہ : اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر یعنی حشفہ کٹ گیا ہو تو اس کے باقی حصے سے حشفہ کے برابر مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر بقیہ عضو میں سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہو گا ورنہ نہیں۔

مسئلہ : اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ : اگر کوئی مرد شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی نابالغ بے شہوت لڑکے یا کسی جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تو اگر عورت کو انزال ہو جائے تو اس پر غسل فرض ہو گا اور اگر انزال نہ ہو تب بھی احتیاطاً اس پر غسل کرنا فرض ہو گا۔

تیسرا سبب

حیض سے پاک ہو جانا۔

چوتھا سبب

نفاس سے پاک ہو جانا۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں :

مسئلہ : استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ : مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ : اگر کوئی مرد سو اُٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور سونے سے پہلے اس کے خاص حصے کو انتشار ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو۔ اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ : اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتی ہوئی دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ : منی اگر اپنی جگہ سے بغیر شہوت کے جدا ہو تو اگرچہ باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا وہ اونچی جگہ سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر کسی مرد کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی مرد یا عورت کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ : اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ سر حشفہ سے کم مقدار میں داخل کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ : کوئی ایسی کم سن لڑکی ہو جو جماع کے قابل نہ ہو اور زبردستی کرنے سے اس کی آگے پیچھے کی راہیں ایک ہو جانے کا خوف ہو، اس کے ساتھ اگر کسی مرد نے جماع کیا تو چونکہ حقیقت میں حشفہ پورا داخل نہیں ہوا اور مرد کو انزال بھی نہ ہوا ہو تو مرد پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ : حقنہ (enema) یعنی انیما کی نلی کے پاخانے کے مقام میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے :

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا تو ہو مگر فرائض پورے نہ کرنے کی وجہ سے وہ غسل شرعاً صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر اسلام لانے کے بعد نہانا واجب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اس کو پہلی بار احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت (غیر موکدہ) ہے :

(۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔

(۲) عیدین کے دن فجر کے بعد ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

(۳) حج یا عمرہ کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

(۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے :

(۱) اسلام لانے کے لیے غسل کرنا اگر حدث اکبر سے پاک ہو۔

(۲) کوئی مرد یا عورت پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا۔

(۳) مُردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا۔

(۴) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دور ہو جانے کے بعد غسل کرنا۔

(۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا۔

(۶) شب قدر کی رات میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو شب قدر معلوم ہوئی ہو۔

(۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا۔

(۸) مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے دسویں تاریخ کی صبح کو طلوع فجر کے بعد غسل کرنا۔

(۹) طواف زیارت کے لیے غسل کرنا۔

(۱۰) کنکریاں پھینکنے کے لیے غسل کرنا۔

(۱۱) کسوف، خسوف اور استسقاء کی نمازوں کے لیے غسل کرنا۔

(۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لیے غسل کرنا۔

(۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل کرنا۔

(۱۴) سفر سے اپنے وطن واپس پہنچ جانے کے بعد غسل کرنا۔

(۱۵) مجلس عام میں جانے کے لیے اور نئے کپڑے پہننے کے لیے غسل کرنا۔

(۱۶) جس کو قتل کیا جانا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدث اکبر کے احکام :

مسئلہ : جب کسی پر غسل فرض ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا اس کے علاوہ نہ ہو اور نہ وہاں کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو تیمم کر کے مسجد میں جانا جائز ہے۔ یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے علاوہ کہیں پانی نہ ہو تو اس کو تیمم کر کے مسجد میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ : اگر کسی کو مسجد میں احتلام ہو جائے تو وہ تیمم کر کے جلد باہر نکلے۔ یہ تیمم جائز ہے واجب نہیں اور اگر دشمن یا جانور کے خوف کی وجہ سے جلد نہ نکلے اور وہیں ٹھہرا رہے تو تیمم کر کے ٹھہرے۔ یہ تیمم واجب ہوگا۔

مسئلہ : جنازگاہ اور عیدگاہ اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ : جنبی کے لیے ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد سے لینا جائز ہے۔

مسئلہ : کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورت کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمم کرے۔

مسئلہ : جنبی اگر نماز کے وقت تک غسل میں تاخیر کرے تو وہ گناہگار نہیں ہوتا البتہ تاخیر کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

مسئلہ : اگر جنبی شخص غسل یا وضو کیے بغیر سوئے یا اپنی بیوی سے دوبارہ جماع کرے تو جائز ہے لیکن وضو کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ : جس پر نہانا واجب ہے اگر وہ نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لے اور کلی کر لے تب کھائے پیئے اور اگر بے ہاتھ منہ دھوئے کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ : کوئی عورت جنبی ہوئی پھر اس کو حیض آ گیا تو اس کو اختیار ہے کہ جنابت کا غسل ابھی کر لے یا اس کو حیض سے پاک ہونے تک موخر کر دے اور حیض سے پاک ہونے پر ایک ہی غسل دونوں کیسوں کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ : غسل کے لیے کم سے کم ایک صاع (ساڑھے تین سیر دو چھٹانک) پانی اور وضو کے لیے ساڑھے چودہ چھٹانک پانی کافی ہوتا ہے۔ رسول ﷺ عام طور پر اتنی مقدار استعمال فرماتے تھے۔ (جاری ہے)

عالمی خبریں

کیا یہی ہے روشن خیالی؟

کہاں ہیں انسانی حقوق کے علمبردار

۲۱ویں صدی میں انسانوں کی تجارت

لاکھوں ایشیائی بچے نیلام گھروں کے ذریعے غلام بن گئے

لاہور (نیوز ڈیسک) جریدے ٹائم نے اپنی تازہ ترین اشاعت میں دنیا میں بچوں کی غلامی کے عنوان سے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ جیسے جیسے امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھتا جارہا ہے، افلاس کا شکار ایشیائی اپنی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ اپنے بچے فروخت کررہے ہیں۔ جریدے نے تھائی لینڈ اور برما میں کم عمر لڑکیوں کی تجارت کے حوالے سے لکھا ہے کہ کم سن چہرے ایک ہاتھ سے دوسرے اور پھر تیسرے سے چوتھے ہاتھ بکتے رہتے ہیں۔ ان کے والدین کو تو چند سو ڈالر ہی قیمت ملتی ہے باقی دلال اپنی کمیشن میں اور قحبہ خانے والے اپنی فیس کے عوض کاٹ لیتے ہیں۔ نائیکائیں اور دلال امیر علاقوں میں گھوم پھر کر گاہک تلاش کرتے ہیں۔ پھر لائن میں لگی کم عمر لڑکیوں کی نیلامی ہوتی ہے اور ایک سکرین پر لکھا آتا ہے کہ فلاں لڑکی اتنے ڈالر میں فروخت ہوگئی۔ خریدار پھر اسے جتنی دیر چاہے، اپنی ہوس کا نشانہ بنائے اور پھر اگلے ہاتھ فروخت کردے۔ معصوم چہرے خالص بدھ مت کے انداز میں اپنی آزادی کی بھیک مانگتے ہیں مگر دلال اور ان کی مائیں ان کی چیخ و پکار نہیں سنتیں، بس قہقہوں اور شور میں یہ پھول مسل دیے جاتے ہیں۔ ایک نائیکہ ماماسین کے مطابق فروخت کے لیے بچوں کی کوئی کمی نہیں ف۔ ایشاء میں ہزاروں بچوں کو ہر سال غلامی کی نظر کر دیا جاتا ہے۔ بعض اپنے خاندانوں کے ساتھ فارموں میں بانڈڈ لیبر کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بعض فروخت ہوجاتے ہیں اور کئی اونٹ ریس کے لیے بطور جوکی مچھلیاں پکڑنے اور بھیک مانگنے کے لیے چن لیے جاتے ہیں۔ برما میں بعض کو سٹیٹ اغوا کرلیتی ہے اور انہیں زبردستی سپاہی بنادیا جاتا ہے۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے مطابق تھائی لینڈ، بھارت، تائیوان اور فلپائن سمیت ایشائی ممالک میں تقریباً دس لاکھ بچے جسم فروشی کے دھندے میں ملوث ہیں۔ یہ ایک بڑھتا ہوا مسئلہ ہے جس کے لیے ایشیا کی اقتصادیات بطور ایندھن کام دے رہی ہیں جہاں غربت اور امارت کے درمیان فرق وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ براعظم میں جہاں ہانگ کانگ اور بنکاک میں ارب پتی رہتے ہیں وہاں ۹۰۷ ملین افراد غربت کا شکار ہیں جن کی روزانہ آمدنی ایک ڈالر سے بھی کم ہے۔ بعض اوقات تو اپنی محرمیوں کو چھپانے کے لیے پورے کے پورے گاؤں اپنے بچوں کو فروخت کے

لیے لے آتے ہیں۔ایک تھائی سوشل ورکر سوم پوپ جنترا کا نے ہزاروں بچیوں کو قحبہ خانہ جانے سے بچالیا۔اس کے مطابق ان بچیوں کے خریدار اکثر دیہاتوں کے سرداروں کی بیگمات ہوتی ہیں چونکہ ٹیچر کو معلوم ہوتا ہے کہ کونسا بچہ شکار ہوسکتا ہے اور کس کو فیس کی ادائیگی میں مشکل درپیش ہے۔اس کے لیے وہ خریداروں کو پہلے ہی آگاہ کردیتی ہیں۔سوشل ورکر کا کہنا ہے کہ اس نے خود سکول کے بچیوں سے لدے ہوئے ایسے ٹرک دیکھے ہیں جو قحبہ خانوں میں فروخت کے لیے لے جائی جارہی تھیں۔اس عمل کو ''ٹوک کیو'' کہا جاتا ہے یا ''گرین ہارویسٹ'' کا نام دیا جاتا ہے۔سوم پوپ کا کہنا ہے کہ یہ ایک جنگ ہے۔ایسی جنگ جو ہمارے اپنے بچوں کے لیے ہے۔جریدے نے لکھا ہے کہ تھائی لینڈ اور بھارت میں بالخصوص بڑے پیمانے پر بچوں کی تجارت ہوتی ہے۔نیپال سے ہر سال ۷ ہزار بچے بھارت میں سمگل ہوتے ہیں جو جنسی منڈی میں بھیج دیے جاتے ہیں۔ایڈز کے اس زمانے میں بچوں کو زیادہ منافع کمانے کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے۔بنکاک میں ایک کنواری بچی ساڑھے تین ہزار ڈالر میں فروخت ہورہی ہے۔غربت کے شکار خاندان کساد بازاری سے شکست کھا چکے ہیں۔تھائی لینڈ میں جسم فروش بچوں کی تعداد یوں تو ۶۰ ہزار بتائی جاتی ہے مگر یہ ۲ لاکھ سے زائد ہے۔یہ سب ۲۱ ویں صدی کے غلام ہیں۔پاکستان سے عرب شیوخ کو امیر سے امیر تر بنانے والی اونٹوں کی دوڑ کے لیے بچے جوکی سمگل ہورہے ہیں۔بظاہر یہ ان عرب شیوخ کے لیے کھیل اور تفریح طبع ہے مگر ان غریب بچوں کے لیے قیامت کا سماں ہے۔ان جوکی بچوں کی آئیڈیل عمر ۵ سے ۸ سال ہوتی ہے اور ان کا وزن ۱۷ کلوگرام سے کم۔جعلی دستاویزات پر یہ بچے گروپوں کی شکل میں سمگل کیے جاتے ہیں۔ایک بچے کی قیمت ۵ سو سے ایک ہزار ڈالر ہوتی ہے جبکہ ۱۲۰ ڈالر ماہانہ دیا جاتا ہے۔یہ بچے ۲ سے ۳ سال تک جوکی کا کام کرتے ہیں۔کیا یہ بچے اس ملک کو غربت سے نکال سکتے ہیں جہاں فی کس سالانہ آمدنی ۴۷۰ ڈالر ہے۔یہاں غربت زدہ خاندان اتنی کسمپرسی میں ہیں کہ اپنے بچوں کو تعلیم تک نہیں دلا سکتے۔یہ افسوس ناک تجارت آج بھی جاری ہے۔

جریدے نے نئی دہلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہاں درمیانی طبقے کی ایک مطلقہ خاتون شوبھا بترا کی داستان لکھی ہے جو ایک نرس ہے۔اسے اپنے بچوں کی دیکھ بھال، کام کاج میں گھنٹوں لگتے ہیں۔اسے مددگار کی ضرورت ہے تاہم وہ پریشان ہے کہ گھر میں مرد خطرناک ہوتا ہے اور خاتون باہر سے آشنا کو لے آتی ہے۔اس لیے اس نے ایک بچے کو خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔اسے ۱۰ سال کی بچی چند ڈالر، کپڑے اور خوارک کی فراہمی کی شرط پر مل گئی۔اسی طرح کی سینکڑوں بچیاں بھارت میں قریبی دیہات سے یا کٹڑیوں سے امیر لوگ لے کر آتے ہیں جہاں انہیں بری طرح جسمانی اور جنسی مشقت سے گزرنا پڑتا ہے۔جریدے نے ایک بچی ببیتا کی داستان لکھتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ اس کی گھر سے روانگی کے تین ماہ بعد اس کا ۱۴ سالہ بھائی شیکھر اسے دیکھنے کے لیے مالکہ بترا کے گھر کے باہر گیا۔اس نے دیکھا کہ اس کا سر

دائیں طرف سے بہت سوجا ہوا ہے اور وہ اس کے کان پر لٹکا ہوا ہے۔ اس کے جسم پر ناخنوں کے نشان ہیں۔ اس کا انگوٹھا ٹوٹا ہوا ہے، شیکھر بھاگا بھاگا اپنی ماں کو لے آیا۔ بچی کو ہسپتال پہنچایا گیا اور اس جرم میں مالکہ اور اس کے بھائی کو ۱۵ دن گرفتار رکھا گیا جس کے بعد مالکہ کے شوہر نے اسے طلاق دے دی کہ وہ تھانے میں ۱۵ راتیں گزار کر آئی ہے۔

(نوائے وقت لاہور ۳۱ رجنوری ۲۰۰۲ء)

پہلے کیا ہوتا تھا !!

۲۸ ڈی ایس پی حضرات کو نکالنے کی بجائے "جتنا گناہ اتنی سزا" کی پالیسی

لاہور (اپنے رپورٹر سے) پنجاب حکومت نے پولیس کی طرف سے ۲۸ ڈی ایس پی عہدہ کے افسران کو نکالنے کی بجائے "جتنا گناہ اتنی سزا" کی پالیسی دے دی ہے۔ حکومتی ذرائع کے مطابق ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں ایک کمیٹی نے پولیس کے شوز کاز نوٹس ملنے والے ڈی ایس پی عہدہ کے افسران کے ریکارڈ کی سکروٹنی شروع کر دی ہے۔ کمیٹی میں قانون، سروسز، داخلہ اور ریگولیشن کے سیکرٹریوں کے علاوہ انسپکٹر جنرل پولیس شامل ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ کمیٹی نے اب تک اپنا ایک اجلاس منعقد کیا ہے جس میں محکمہ داخلہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان پولیس افسران کا ریکارڈ کمیٹی کے سامنے پیش کریں تاکہ ان افسران کے قصور کا جائزہ لیا جائے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ محکمہ پولیس نے ان ۲۸ ڈی ایس پیز کو شوکاز نوٹس دینے اور اس کے بعد ملازمتوں سے نکالنے کی سفارش کی تھی۔ محکمہ داخلہ نے ان افسران کو شوکاز نوٹس جاری کر دیے تھے جس کے بعد ان افسران کی ذاتی شنوائی کی گئی تو اکثر افسر بے گناہ پائے گئے اور انہیں بعض اعلیٰ پولیس افسران نے صرف ذاتی رنجش کے سبب کرپٹ افسران کی لسٹ میں شامل کر دیا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ فروری ۲۰۰۲ء)

آزادی سلب !!

سکارف اُوڑھ کر حلف اُٹھانے والی خاتون ممبر کے خلاف ترکی حکومت نے مقدمہ کر دیا

مرکوا کچی پر ریاست کی توہین کا الزام لگایا گیا

استنبول (اے ایف پی) تین برس قبل ترکی کی پارلیمنٹ میں سکارف اُوڑھ کر بطور ممبر حلف اُٹھانے والی مسلمان خاتون سیاستدان مروکوا کچی کے خلاف حکومتی وکلا نے ریاست کی توہین کرنے کے الزام میں مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ الزام ثابت ہونے پر خاتون سیاستدان کو ایک سے ۶ برس تک قید ہو سکتی ہے۔ واضح رہے کہ سیکولر ترکی میں خواتین کا سرکاری اداروں، پبلک مقامات اور یونیورسٹیوں میں سکارف لینا منع ہے۔ سکارف اُوڑھنے کو سیکولرازم کے خلاف احتجاج تصور کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ مروکوا کچی ۹۹ء میں ''درچور پارٹی'' کے ٹکٹ پر منتخب ہوئی اور اس نے سکارف اُوڑھ کر حلف اُٹھانے کی کوشش کی جس پر اس کو کام کرنے سے روک دیا گیا اور اس وقت ایوان میں زبردست ہنگامہ بھی ہوا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ فروری ۲۰۰۲ء)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجُوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

توجہ فرمائیں...... فہم دین کورس

آپ کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو دین کے صحیح علم و فہم سے آپ بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر **جامعہ مدنیہ لاہور کے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب** نے اردو زبان میں جامع دینی نصاب تیار کیا ہے جو اسلام کے عقائد، اصول اور جدید سے جدید مسائل اور تفسیر و حدیث پر مشتمل ہے۔ فرقہ واریت سے پاک اس نصاب کو سنجیدہ اور علمی انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والوں اور دین کے دردمندوں کے لئے یہ نصاب الحمد للہ بہت ہی مفید ہے جو بہت ہی مختصر وقت میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ معیاری نصاب فہم دین کورس کے نام سے دو درجوں پر مشتمل ہے:

درجہ عام (O` Level)

یہ تین مندرجہ ذیل کتابوں پر مشتمل ہے جو بازار میں دستیاب ہیں:

1- اسلامی عقائد

2- اصول دین

3- مسائل بہشتی زیور

(جدید ترتیب اور جدید مسائل کے ساتھ 2 جلدوں میں مکمل)

صرف ایک گھنٹہ روز پڑھائی ہو تو درجہ عام کی کتابوں کی تعلیم چھ سات ماہ میں مکمل کی جا سکتی ہے۔ اس درجہ تک کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

درجہ اعلیٰ (A` Level)

یہ مندرجہ ذیل دو کتابوں پر مشتمل ہے۔

1- تفسیر فہم قرآن

آیات کے درمیان ربط، لفظی ترجمہ، رواں مختصر تفسیر اور ضروری فوائد پر مشتمل یہ تفسیر بہت ہی آسان زبان میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے۔ اس کی پہلی جلد جو سوا پانچ پاروں پر مشتمل ہے چھپ کر بازار میں دستیاب ہے۔ باقی حصے زیر ترتیب و طبع ہیں۔

2- فہم حدیث:

تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ جو اگرچہ آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں آپ بہت سے حقائق کی وضاحت اور بہت سے اشکالات کا جواب بھی پائیں گے۔

اس کا پہلا حصہ زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی دستیاب ہو گا۔

بہتر ہو گا کہ ان کتابوں کو کسی اچھے عالم دین سے پڑھا جائے۔ کلاس کی صورت ہو تو زیادہ مفید ہو گا۔ طالب علموں کے پاس اپنی کتابیں ہوں تاکہ صحیح تعلیم کی صورت ہو اور پڑھے ہوئے سبق کو بآسانی دوبارہ دیکھا جا سکے۔ پڑھنے پڑھانے والے حضرات اردو زبان میں اس کورس کے ہونے کو نعمت سمجھیں۔

مردانہ و زنانہ دینی و دنیوی تعلیمی ادارے بھی اس کورس کو ضرور دیکھیں اور اس کی افادیت سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

نوٹ: مصنف کی کسی بھی کتاب سے اس کا کسی قسم کا مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

ادارہ تعلیمات دینیہ جامعہ مدنیہ جدید۔ محمد آباد۔ رائے ونڈ روڈ۔ لاہور

الاستفتاء

﴿حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک ایسے شخص کے بارے میں جس کا موقف یہ ہے کہ :

(۱) انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ایک اس کا روحانی وجود ہے اور ایک حیوانی وجود! (آدمی زادہ طرفہ معجون است ۔از فرشتہ سرشتہ وز حیوان)...روحانی وجود کا تعلق عالم امر سے ہے اور وہی انسان کے عز و شرف کی اصل بنیاد ہے، الفاظ قرآنی "فاذا سو یته و نفحت فیه من روحی" میں اسی روحانی وجود طرف اشارہ ہے جبکہ حیوانی وجود ارتقاء کے مختلف مدارج طے کرتا ہوا کروڑوں اور اربوں سالوں میں اس شکل تک پہنچا ہے جسے انسان کہا جاتا ہے۔عالم امر کا خاصہ یہ ہے کہ اس میں ہر کام چشم زدن میں ہو جاتا ہے (انما امرہ اذا اراد شیئاان یقول له کن فیکون) جبکہ عالم خلق میں ہر شے کو اپنے نقطہ کمال تک پہنچنے میں وقت درکار ہوتا ہے، جیسا کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بارے میں قرآن حکیم میں صراحت موجود ہے کہ اللہ نے چھ دنوں میں تخلیق فرمایا اور یہ کہ اللہ کا ایک دن انسانی تقویم کے اعتبار سے ایک ہزار برس کے مساوی ہے(وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون)

(۲) وہ شخص ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو صریح گمراہی قرار دیتا ہے لیکن نفس ارتقاء کا قائل ہے۔ چنانچہ صاحب ''قصص القرآن'' مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی مانند وہ بھی یہ سمجھتا ہے کہ اس معاملہ میں علم (ارتقاء) اور مذہب کے مابین کوئی تضاد نہیں ہے۔(حوالہ قصص القرآن جلد اول ص ۱۵) اس شخص کا کہنا ہے کہ انسان کے حیوانی وجود یعنی جسد انسانی کی تخلیق کی ابتداء مٹی اور پانی کے امتزاج سے ہوئی جیسا کہ سورۃ السجدہ میں فرمایا گیا وبدأخلق الانسان من طین ...لیکن جسد انسانی کو موجودہ صورت تک ہزار ہا برس لگے اور اس نے ارتقاء کے مختلف مراحل طے کیے۔تخلیق کا یہ تمام عمل اللہ ہی کے حکم سے اور اس کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ہوا۔ یہاں تک کہ جب انسان کا حیوانی وجود ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا آج سے قریباً دس ہزار برس قبل موجودہ صورت تک پہنچا تو اللہ نے اس میں وہ روح ملکوتی پھونکی جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور جسے اللہ نے خود اپنی طرف نسبت دی ہے (ونفخت فیه من روحی) ۔اسی فرد کا نام حضرت آدمؑ ہے جو روئے ارضی پر پہلے انسان تھے۔اس شخص کا کہنا کہ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۱: "ولقد خلقنکم ثم صورنا کم ثم قلنا للملئکة اسجد وا لآدم" اور سورۃ نوح کی آیت ۱۷ "واللہ انبتکم من الارض نباتا" سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

(۳) وہ شخص اسلاف کی تشریحات کے مطابق درس قرآن بھی دیتا ہے اور اس کے درس کی اثر پذیری بھی

نمایاں طور پر محسوس کی جاتی ہے۔ وہ اس بات کا شدت کے ساتھ قائل ہے کہ اسلامی قانون وشریعت میں قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت رسولؐ کو بھی مستقل اساس کی حیثیت حاصل ہے، بلکہ اس کا کہنا ہے کہ احکام دین کی تفصیلات کے ضمن میں اکثر معاملات میں ہمیں تمام تر رہنمائی سنت رسولؐ ہی سے حاصل ہوتی ہے، چنانچہ اپنے دروس قرآن میں وہ حدیث وسنت کی اہمیت کو خصوصی طور پر اجاگر کرتا ہے، تاہم جسدِ آدمؑ کی تخلیق کے ضمن میں جو تفاصیل بعض احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کے بارے میں اس شخص کا کہنا ہے کہ جسد آدمؑ کی تخلیق کا معاملہ فی الاصل دنیاوی اور سائنسی امور میں سے ہے، چنانچہ اس معاملے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا وہ اصول کہ "**انتم اعلم بامور دنیا کم**" معتبر شمار ہوگا، اور ایسے معاملات میں تجرباتی اور سائنسی علوم کے ذریعے سے جو حقائق ہمارے سامنے آئیں گے ان کی رعایت کی جائے گی، اور حدیث کے الفاظ کو علامتی اور استعاراتی نوعیت کے الفاظ پر محمول کیا جائے گا۔

اس شخص کا کہنا ہے کہ جسدِ آدم کی تخلیق کے ضمن میں قرآن حکیم میں سوائے اس ایک صراحت کے کہ انسان کو مٹی یا گارے سے پیدا کیا گیا اور کوئی تصریح نہیں ملتی، ہاں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ایسے اشارات ضرور ملتے ہیں جن سے "ارتقاء" کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ علاوہ ازیں حیات مادی کے بارے میں یہ اصول بھی ملتا ہے کہ مبدأ حیات پانی ہے۔(**و جعلنا من الماء کل شیء حی**)

(۴) اس شخص کا موقف ہے کی اگر کوئی شخص تخلیق آدمؑ کے ضمن میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ نے مٹی کا ایک پتلا بنا کر اس میں روح پھونکی اور اس طرح آدم کی تخلیق ہوئی تو یہ بھی عین ایمان ہے اور اگر وہ یہ عقیدہ رکھے کہ جسد آدمؑ کی تخلیق کی ابتداء مٹی اور پانی کے امتزاج سے ہوئی اور وہیں سے حیات کا آغاز ہوا، پھر اللہ نے اسے ارتقاء کے مختلف مراحل سے گزارا، یہاں تک کہ جب وہ مکمل ہیولی تیار ہو گیا جس میں اللہ نے اپنی روح میں سے پھونکا تو اس جسد حیوانی اور روح ملکوتی کے امتزاج سے انسان وجود میں آیا جو اشرف المخلوقات قرار پایا اور مسجود ملائک ٹھہرا، تو اس عقیدے سے بھی ایمان میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

☆ کیا ایسے شخص کے عقائد کو "اہل سنۃ والجماعۃ" سے خارج قرار دیا جا سکتا ہے؟

☆ کیا اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ گستاخی کا مرتکب قرار پائے گا؟

☆ کیا احادیث کے بارے میں اس شخص کے موقف کو گمراہی قرار دیا جائے گا؟

فقط والسلام

فرقان دانش خان

ڈائریکٹر قرآن اکیڈمی

جنابِ فرقان دانش خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فتوے کے اسلوب سے کچھ ہٹ کر جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ ماشاء اللہ آپ کے نام کے یعنی فرقان اور دانش تقاضا کرتے ہیں کہ عقل و دانش سے کام لے کر حق و باطل کے درمیان فرقان کے نتیجہ تک پہنچنے میں کوتاہی اور بخل سے کام نہ لیا جائے۔

یہ استفتاء چونکہ قرآن اکیڈمی سے بھیجا گیا ہے اور جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان سے بھی یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ جس شخص کے بارے میں پوچھا جارہا ہے وہ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہیں۔ اگرچہ قرآن اور نظریہ ارتقاء کے عنوان پر ڈاکٹر اسرار صاحب کی ٹیپ بھی موجود ہے لیکن میں نے اس عنوان سے ان کی تقریر آج سے تقریباً تیس سال پہلے بھی سنی تھی۔ اس وقت ہم ایم بی بی ایس کے طالب علم ہونے کے ناطے اور کچھ ڈاکٹر صاحب کے زورِ بیان سے متاثر ہونے کی وجہ سے ان کے نیاز مند تھے اور اسی نیاز مندی میں کچھ سائنسی (حیاتیاتی) اور کچھ قرآنی شواہد کی بناء پر نظریۂ ارتقاء کے غلط ہونے کے بارے میں ایک تحریر لکھ کر دی تھی۔ ڈاکٹر اسرار صاحب کے منابع فہم قرآن میں سے ایک ڈاکٹر رفیع الدین صاحب بھی تھے۔ خود ڈاکٹر اسرار صاحب لکھتے ہیں :

''اور الحمد للہ کہ ان دروس و خطابات کے ذریعے قرآن کے جس فہم و فکر کی اشاعت ہو رہی ہے وہ کسی ایک لکیر کے فقیر کے کنویں کے مینڈک کی مانند نہیں ہے بلکہ اس میں کم از کم چار منبعوں سے پھوٹنے والے سوتوں کا قرآن السعد اء موجود ہے یعنی ....

دوسرے : ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اور ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کی جدید فلسفہ و سائنس اور جدید سیاسیات و اقتصادیات کے ضمن میں تنقیدی بصیرت ...(جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی ص ۲۴)

ڈاکٹر اسرار صاحب نے ہماری نیاز مندی کے جواب میں اپنی کمال بے نیازی سے فرمایا کہ تمہارا سائنسی اشکالات تو بے بنیاد ہیں (لہٰذا وہ تو ان کی کمال بے نیازی کے آگے فوراً ڈھیر ہو گئے) اور قرآنی شواہد کے بارے میں فرمایا کہ میں ان پر غور کروں گا۔ وہ دن اور آج کا دن ہمیں آج تک اس کا جواب نہیں ملا۔ آج سے تقریباً بارہ سال پہلے ہماری کتاب ''ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار و نظریات ۔ تنقید کی میزان میں'' شائع ہوئی جس سے ڈاکٹر اسرار صاحب پوری طرح آگاہ ہیں اور انہوں نے اس کتاب کو دیکھا بھی ہے اس کتاب میں نظریہ ارتقاء پر مکمل بحث کی ہے اور ڈاکٹر اسرار صاحب کے دلائل کا جواب بھی دیا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب غالباً غور کرنے کی زحمت ہی نہیں اٹھانا چاہتے۔ اگر ہماری باتیں غلط تھیں تو کیا ہمیں اس قابل بھی نہ سمجھا کہ ہماری اصلاح ہی کا سوچ لیتے اگر ہماری یہ کتاب آپ کی نظر سے گزری ہے تو آپ کا

استفتاء تعجب خیز ہے اور اگر نہیں گزری تو آپ کو اس کا مطالعہ دانش و فرقان کے تقاضے کے طور پر ضرور کرنا چاہیے۔ اس سمع خراشی کے بعد عرض ہے :

(ا) آپ کا سوال ہے کہ کیا ایسے شخص کے عقائد کو اہل السنة والجماعة سے خارج قرار دیا جا سکتا ہے۔

جواب : آپ تو صرف نظریۂ ارتقاء سے متعلق سوچ رہے ہوں گے ڈاکٹر اسرار صاحب تو مزید اور باتوں کی وجہ سے اہل سنت سے خارج ہیں مثلاً :

(الف) ڈاکٹر اسرار صاحب کا نظریہ ہے کہ اگر دل میں مثبت طور پر ایمان نہ ہو اور منفی طور پر کفر نہ ہو بلکہ دل کی حالت zero value ہو اور یہ شخص اطاعت و اعمال صالحہ کرتا رہے تو یہ حالت اسلام کی ہے اور اس کے اعمال مقبول ہیں۔ اس بات کو ڈاکٹر اسرار صاحب نے سورہ حجرات کی آیات قالت الاعراب آمنا... سے اخذ کیا کہ ان کا دعوٰی ہے کہ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

خیر ابن تیمیہ نے تو ایسا کیا ہی نہیں اور یہ ڈاکٹر اسرار صاحب کا اپنا کارنامہ ہے کہ کہ انہوں نے ابن تیمیہ کی بات کو کچھ کا کچھ بنا دیا لیکن سورہ حجرات سے یہ مضمون اخذ کرنا جہاں ڈاکٹر صاحب کی مذموم تفسیر بالرائے ہے وہیں یہ اہل سنت کے خلاف بھی ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

ومن یعمل من الصّٰلحٰت وھو مو من فلا کفران لسعیه

اور جو کوئی نیک عمل کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو تو اس کے عمل کی ناقدری نہیں ہے۔

وھو مومن بطور شرط کے ہے یعنی دل میں ایمان ہو تو عمل ہوں گے ورنہ نہیں۔ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ ایمان و تصدیق کے بغیر اعمال مقبول نہیں۔ اس وجہ سے ڈاکٹر اسرار صاحب کا عقیدہ و نظریہ ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی اہل سنت سے خارج ہیں۔

(ب) پھر ڈاکٹر اسرار صاحب کہتے ہیں:

"لیکن اللہ اور اس کے رسول کی یہ اطاعت کلی ہو جزوی نہ ہو الا یہ کہ کسی وقت جذبات و ہیجان میں مبتلا ہو کر کوئی لغزش ہو جائے اور نہایت پشیمانی کے ساتھ رجوع کرے توبہ کرے تو اور بات ہے۔ اللہ نے اس کی توبہ قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے انما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجھا لة ثم یتوبون من قریب۔ اس کے مقابلے میں ایک معصیت سوچ سمجھ کر calculations کر کے مستقل ڈیرہ ڈال کر کی تو ایسا ایک گناہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی بنانے کے لیے کافی ہے بلٰی من کسب سیئة واحاطت به خطیئته"

جواب : صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ جہنم سے مٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالیں گے جنہوں نے

ایمان وتصدیق کے علاوہ کبھی کوئی اور نیک کام کیا ہی نہ ہوگا۔

فیقبض قبضة من النار فیخرج منها قوما لم یعملوا قط ...هو لاء عتقاء الله الذین ادخلهم الله الجنة بغیر عمل عملوه ولا خیر قدموه (مسلم ص ۱۰۲ ج ۱)

اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسے جہنمیوں کو اس سے نکالیں گے جنہوں نے کوئی نیک عمل کیا ہی نہیں ہو گا......کہا جائے گا کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے جنت میں داخل کیا بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بغیر کسی بھلائی کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس category کے لوگ ہوں گے۔ اہل سنت تو یہی سمجھتے رہے کہ یہ لوگ وہ نہیں جن سے کوئی وقتی لغزش ہوگئی بلکہ یہ وہ ہیں جو بے فکری سے منصوبے بنا کر گناہ کرتے رہے۔

(ج) نظریہ ارتقاء

ڈاکٹر اسرار صاحب جدید فلسفہ وسائنس میں ڈاکٹر رفیع الدین صاحب کے فکر کی تقلید میں جس ارتقاء کے قائل ہیں اور اس کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں اہل سنت اس کو قرآن وحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس نظریہ اور عقیدہ کی رو سے بھی ڈاکٹر اسرار صاحب اہل سنت سے خارج ہیں۔

(۲) آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ گستاخی کا مرتکب قرار پائے گا؟

جواب : ایسا شخص صرف حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی گستاخی کا مرتکب نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے ساتھ بھی گستاخی کا مرتکب ہے۔

(الف) **ان مثل عیسٰی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب** (اللہ کے نزدیک عیسٰی کی مثال ایسی ہے جیسے آدم کی مثال پیدا کیا ان کو مٹی سے)

اس کے بارے میں علامہ رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں : "مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت نجران کے وفد کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے وقت نازل ہوئی۔ ان کے شبہات میں سے ایک شبہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بشری والد نہ تھے تو لازم آیا کہ ان کے والد اللہ تعالیٰ ہوں تو آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے نہ باپ تھے نہ ماں۔ ان کے لیے یہ لازم نہیں ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہوں تو ایسے ہی عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ (تفسیر کبیر)

(ب) **و بدأ خلق الا نسان من طین ثم جعل نسله من سلا لة من ماء مهین**

اورانسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھراس کی نسل کوایک بے قدر پانی سے (یعنی نطفہ) سے پیدا کیا۔

''الانسان'' میں الف لام عہد کا ہے اور مراد آدم علیہ السلام ہیں۔ ''ثم'' تراخی کے لیے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ آدم علیہ السلام کومٹی سے پیدا کیا۔ اس کے بعدان کی نسل کونطفہ سے پیدا کیا جبکہ ڈاکٹر اسرار صاحب کے نظریہ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام بھی نطفہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔

(ج) یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها و بث منهما رجلا کثیرا و نساء.

اے لوگواپنے پروردگار (کی مخالفت) سے ڈرو جس نے تم کوایک جاندار (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیااور اسی جاندار سے اس کا جوڑا بنایااور پھران دونوں سے بہت مردوں اورعورتوں کو پھیلایا۔

نفس واحدة سے اس کا زوج پیدا کیا پھر جیسا کہ منهما کی ضمیر سے واضح ہے اسی **نفس واحدة** اور اسی سے پیدا کیے ہوئے زوج سے بہت سے مردوں اورعورتوں کو پیدا کیا۔

ضمائر کا خیال کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار صاحب صاف واضح مطلب کو چھوڑ کر نہ جانے اس آیت کا کیا مطلب لیں گے۔ قرآن پاک کے اس مضمون کے عین موافق احادیث کا مضمون بھی ہے۔ ڈاکٹر اسرار صاحب نظریہ ارتقاء کو اختیار کر کے قرآن کی گستاخی کے مرتکب ہوئے اوران کواس وعید سے ڈرنا چاہیے کہ **من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعده من النار** (حدیث) اور حدیث کی گستاخی کے بھی مرتکب ہوئے کہ حدیث کے الفاظ کو علامتی اور استعاراتی نوعیت کے الفاظ پر محمول کرتے ہیں اور وہ بھی محض ایک قیاس آرائی (speculation) پر نظریہ ارتقاء اب تک محض ایک speculation ہی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے والدین کو زمرہ حیوانات میں شمار کیا بلکہ خودان کو بھی روح پھونکے جانے تک زمرہ حیوانات میں ہی رکھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان سب گمراہیوں اور خرافات کے لیے ڈاکٹر اسرار صاحب حدیث **انتم اعلم بامور دنیا کم** کا سہارا لیتے ہیں جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ امور دنیا سے کیا مراد ہے؟ یہاں بھی ڈاکٹر اسرار صاحب سخت غلطی کر گئے جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امور دنیا سے مراد وہ دنیوی کام ہیں جن کے طریقہ کار کے بارے میں دین نے خود کوئی ہدایات نہیں دیں اور وہ لوگوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش یعنی انسان کا مبدأ ایسا کام تونہیں جوانسان کے دائرہ اختیار اور دائرہ کار میں آتا ہو۔ یہ تو اللہ تعالی کا کام ہے اور یہ اللہ اور اس کے رسول ہی کے لائق ہے کہ وہ ہمیں ہمارے مبدأ کے بارے میں بتائیں۔

امید ہے کہ اب آپ اپنے اس دعوے پر کہ ''وہ شخص اسلاف کی تشریحات کے مطابق درس قرآن بھی دیتا ہے''

تفریق کریں گے مٹی کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونکنا اور امیبا (amoeba) سے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے جب انسانی قالب میں تبدیل ہوا اس وقت روح پھونکی جائے یہ دو متضاد نظریات ہیں لیکن دونوں کا موٹا سا تصور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ نظریہ ارتقاء کا اجمالی تصور ہر طالب علم بلکہ بہت سے ان پڑھوں کو بھی حاصل ہے۔ یہ تجلیات کی طرح کا پیچیدہ مضمون نہیں جو ہر شخص نہ سمجھ سکے اس لیے ایک باندی کا یہ کہنا کہ اللہ آسمان پر ہے قابل قبول ہو جائے۔ غرض ڈاکٹر اسرار صاحب کا محض بلا دلیل مفروضوں باتوں کو عین ایمان سمجھنا اسلام کے ساتھ نادان کی دوستی ہے۔

سائنسی تحقیقات کے اعتبار سے قرآن کی تفسیر کے بارے میں ڈاکٹر اسرار صاحب کا جو فلسفہ ہے اس کے بارے میں ہماری کتاب "ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار و نظریات۔ تنقید کی میزان میں" کے صفحات ۴۲ تا ۴۹ ملاحظہ فرمائیں۔

چند وضاحتیں :

(۱) ولقد خلقنا کم ثم صورنا کم ثم قلنا للملا ئکة اسجدوا لآدم (سورہ اعراف : ۱۱)

آپ نے لکھا ہے کہ اس آیت سے ڈاکٹر اسرار صاحب کے ذکر کردہ ارتقائی مراحل کی تائید ہوتی ہے۔

صریح مطلب کو چھوڑ کر نسبتاً غیر صریح آیات کو لے کر ڈاکٹر صاحب تائید حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی غلط ہے۔ خلقنا کم کا یہاں مطلب ہے کہ ہم نے تمہارا مادہ بنایا بایں طور کہ رُوئے ارض سے مٹی لی اور اس میں خمیر پیدا کیا یہاں تک کہ وہ گارا بن گئی۔ پھر اس گارے سے آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا اس احتمال کے ہوتے ہوئے دوسرے احتمال کی طرف جانے کی کیا ترجیح ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے اس میں بات کتنی واضح ہے :

لما صور اللہ آدم فی الجنة ترکه ماشاء اللہ ان یترکه فجعل ابلیس یطیف به فینظر ماهو . فلما رآہ اجوف عرف انه خلق خلقالا تیمالک

جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم کی صورت بنائی تو جب تک چاہا اس کو چھوڑے رکھا۔ ابلیس اس کے گرد گھومنے لگا کہ دیکھے یہ کیا ہے۔ جب دیکھا کہ اندر سے کھوکھلا ہے تو جان لیا کہ ان کو ایسا پیدا کیا کہ ان میں ثبات نہ ہوگا۔

واللہ انبتکم من الارض نباتا (سورہ نوح) میں بھی یہی بات چلتی ہے۔

(۲) آپ ڈاکٹر اسرار صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں : "وہ اس بات کا شدت سے قائل ہے کہ اسلامی قانون و شریعت میں قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث و سنت رسول کو بھی مستقل اساس کی حیثیت حاصل ہے بلکہ اس کا کہنا ہے کہ احکام دین کی تفصیلات کے ضمن میں اکثر معاملات میں ہمیں تمام تر رہنمائی سنت رسولؐ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔"

ہمیں افسوس ہے کہ حدیث و سنت کا مقام بتاتے ہوئے ڈاکٹر اسرار صاحب نے صرف اس کی قانونی و تشریعی

حاصل مطالعہ

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب
﴿فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ﴾

موت کو آسان کرنے والی تین باتیں :

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

"ثلث من کن فیہ یسر اللّٰہ حتفہ وادخلہ جنتہ رفق با لضعیف ، وشفقة علی الوالدین واحسان الی المملوک" [۱]

جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس پر موت کو آسان فرمادیں گے اور اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے (۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی کرنا (۲) ماں باپ پر شفقت کرنا (۳) اپنے مملوک (غلام) پر احسان کرنا۔

اچانک موت سے بچانے والی چیز :

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ان الصد قة لتطفیٔ غضب الرب و تدفع میتة السوءِ" [۲]

بلاشبہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

اس حدیث پاک میں اللہ کے غضب کے ٹھنڈا ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دنیا میں امن وسکون کے ساتھ رکھتے ہیں اس پر بلائیں نازل نہیں فرماتے ، اور بری موت سے بچانے کا

---

[۱] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۹۱ [۲] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۶۸

مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا مرتے وقت بری حالت سے محفوظ رہتا ہے نہ تو شیطان اسے اپنے وسوسوں میں مبتلا کر پاتا ہے نہ وہ شخص کسی ایسی سخت بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ضبط کا دامن چھوڑ کر کفر و کفران کی دلدل میں پھنس جائے، اور نہ اسے اچانک موت آتی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ توبہ سے محروم رہ جائے۔

دس باتوں کی وصیت :

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی :

(۱) اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں جان سے مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے۔

(۲) اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جاؤ۔

(۳) جان بوجھ کر کوئی فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑتا ہے اللہ تعالی کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔

(۴) شراب ہرگز نہ پینا کیونکہ شراب ہر برائی کی جڑ ہے۔

(۵) اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچنا کیونکہ گناہ کے سبب اللہ کی ناراضگی اُتر آتی ہے۔

(۶) میدان جہاد سے مت بھاگنا اگرچہ تمہارے ساتھ کے سب لوگ مارے جائیں۔

(۷) جب لوگوں میں موت (وباء کی صورت میں) پھیل جائے اور تم لوگوں میں موجود ہو تو ثابت قدم رہنا۔

(۸) اپنے اہل و عیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرتے رہنا۔

(۹) ان کو ادب سکھانے کی غرض سے ان سے لاٹھی اُٹھا کر مت رکھنا۔

(۱۰) ان کو اللہ تعالی کے (احکامات کے) بارے میں ڈراتے رہنا"[۱]

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ :

مندرجہ بالا عنوان ایک آیت کریمہ کا حصہ ہے اس میں اللہ تعالی نے دعوت الی اللہ کا کام کرنے والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے راستے کی دعوت حکمت کے ساتھ دیا کریں تجربہ شاہد ہے کہ بسا اوقات حکمت کے ساتھ دی گئی دعوت کا وہ اثر ہوتا ہے جو سالہا سال دی جانے والی دعوت کا بھی نہیں ہوتا، تاریخ میں ایسے متعدد واقعات موجود ہیں اپنے قارئین کے

---

[۱] مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۸

سامنے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے :

حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن واصف "حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی" کے تذکرے میں تحریر فرماتے ہیں :

''ایک مرتبہ حضرت مفتی (کفایت اللہ) صاحبؒ کے پاس خبر پہنچی کہ فلاں گاؤں پورا کا پورا مرتد ہوگیا ہے۔ حضرت نے مولانا احمد سعید کو حکم دیا کہ فوراً روانہ ہو جاؤ۔ مولانا دل کے کمزور تھے ہچکچا رہے تھے۔ بہت کچھ حیلے بہانے کیے مگر حضرت کا حکم تھا۔ مجبوراً روانہ ہوئے۔ گاؤں میں پہنچ کر حالات معلوم کیے اور خاص کر یہ بات دریافت کی کہ آریہ لوگ آکر ان گاؤں والوں سے کیا کہتے ہیں؟ اور کیونکر بہکاتے ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ''تمہارے باپ دادا سب ہندو تھے مسلمانوں نے آکر تم کو زبردستی مسلمان بنایا اور تمہاری چوٹیاں کاٹیں''۔ اب مولانا کا طرز استدلال اور شانِ خطابت ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے جلسے کا اعلان کرایا اور کھڑے ہو کر فرمایا :

''آج اس گاؤں میں آکر اور ایک بہادر قوم کے سپوتوں سے مل کر میں بے انتہا خوش ہوا ہوں ملکانہ قوم دنیا کی چند بہادر قوموں میں سے ایک ممتاز قوم ہے۔ یہ قوم ہندستان کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہے تمہارے باپ دادا نے ہمیشہ ہندوستان کی حفاظت کی ہے۔ دشمنوں سے کبھی ہار نہیں مانی ہے اور بھئی! مجھے ان لوگوں پر بڑی حیرت ہوتی ہے جو تمھارے باپ دادوں کو تمھارے منہ پر بزدل اور ڈرپوک کہتے ہیں اور تم جو اُن سورماؤں کی اولاد ہو سنتے ہو اور برا نہیں مانتے۔ لوگ تمھیں آکر بہکاتے ہیں کہ تمھارے باپ دادوں کو مسلمانوں نے مار مار کر زبردستی مسلمان بنایا تھا اور ان کی گردنیں پکڑ پکڑ کر چوٹیاں کاٹ ڈالی تھیں۔ کیا واقعی تمھارے باپ دادا ایسے ہی کمزور اور ڈرپوک تھے؟ مجھے یقین نہیں آتا! دیکھو بھئی! یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، دھوکا دیتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تمھارے باپ دادوں سے کوئی آنکھ بھی نہیں ملا سکتا تھا۔ وہ اسلام کو ایک اچھا اور سچا دین سمجھ کر اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے تھے۔ کیا اب تم اپنے سچے دین کو چھوڑ کر اپنے باپ دادوں کی روحوں کو صدمہ نہیں پہنچا رہے ہو؟

تقریر ختم ہونے کے بعد گاؤں کے لوگ از سرِ نو مسلمان ہو گئے۔'' [1]

---

[1] مفتی اعظمؒ کی یاد ص ۱۹۷

قصہ ''وہابی'' کا :

لفظِ ''وہابی'' ہندوستانی زبان کی ڈکشنری میں انیسویں صدی میں داخل کیا گیا اور اس مذہبی لفظ سے وہ سیاسی مقاصد حاصل کیے گئے جو لاکھوں انسانوں کی قربانی اور اربوں روپے کے خرچ کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتے تھے، اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا کہ یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں، محمد بن عبدالوہاب کون تھے؟ ان کی پیروی کیوں جرم ہوئی؟ اس کا انتہائی مختصر بیان یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجد کے ایک حنبلی المسلک عالم تھے اور اپنے زمانہ میں ہمہ گیر دعوت اصلاح لے کر اُٹھے تھے، ان کی دعوت میں شدت تھی جس کی وجہ سے کسی قدر جادۂ اعتدال سے ہٹ گئے تھے۔ اُنہوں نے اتباعِ سنت کے خیال سے کچھ کام ایسے کیے جو علماء وعوام کے لیے باعثِ اشتعال بنے اور اُنھیں اس پر بہت بُرا کہا گیا اور یہیں سے یہ سلسلہ چل نکلا کہ جو ان کی دعوت اصلاح سے متفق ہوتا اُسے وہابی کہہ دیا جاتا، ہندوستان میں انگریزی حکومت نے اس سے خوب فائدہ اُٹھایا اور جو علماء انگریز کی مخالفت کرتے تھے ان پر اپنے چند زر خرید افراد سے وہابیت کا فتویٰ لگوا کر انہیں عوام میں بدنام کرنا شروع کر دیا۔ انگریز پروپیگنڈہ کا استاد ہے لہٰذا اس کا یہ حربہ کامیاب ہوا اور لفظ وہابی ایک مذہبی گالی بن گیا جس کی عوام میں وقعت ختم کرنی ہو اسے وہابی کہہ دینا کافی ہے اور اس میں یہاں تک غلو ہو گیا کہ مسلم غیر مسلم کی بھی تفریق نہیں رہی، مولانا ــــــ حفیظ الرحمٰن واصفؒ نے ایک ہندو بنیے پر وہابی کے فتویٰ کا ذکر بڑے دلچسپ انداز میں کیا ہے ملاحظہ فرمائیں :

> ''اس لفظ کی تاثیر پر مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ بطور جملہ معترضہ کے اس کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہیں۔ ایک گاؤں کی مسجد کے امام صاحب ایک ہندو بنیے سے اُدھار سودا لیا کرتے تھے۔ تھوڑا بہت قرضہ ادا بھی کر دیتے تھے۔ جب بقایا زیادہ ہو گئی تو بنیے نے سودا دینا موقوف کر دیا۔ امام جی نے پہلے تو خوشامد کی۔ جب نہیں مانا تو کہا۔ دیکھو لالہ جی! تمھاری دکان کو نقصان پہنچے گا! مسلم اکثریت کا گاؤں تھا۔ اور لالہ جی کے خریدار سب مسلمان ہی تھے۔ امام جی نے نماز کے بعد نمازیوں سے خطاب کیا اور کہا۔ ''دیکھو بھائیو! فلاں لالہ سے سودا ہرگز نہ خریدنا، یہ وہابی ہو گیا ہے'' بس پھر کیا تھا یہ خبر آناً فاناً بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ لالہ جی کی دکان پر اُلو بولنے لگا۔ صبح سے شام تک بیٹھے مکھیاں مارتے رہتے۔ جب کئی دن ہو گئے۔ اس کو بڑا فکر لاحق ہوا۔ تحقیق وجستجو کے بعد اصل بات معلوم ہوئی تو ضروری سامان (آٹا دال وغیرہ) لے کر ملاجی کے پاس آیا اور کہا کہ ملاجی تم جتنا چاہو سامان لے لیا کرو۔ جب ملاجی راضی ہو گئے تو ایک روز نمازیوں سے خطاب کر کے کہا کہ

''دیکھنا بھائیو! وہ لالہ میرے پاس آیا تھا اس نے توبہ کرلی ہے اب اس سے سودا لےلیا کرو۔ لوگ مطمئن ہو گئے اور اس کی دکان پھر چل پڑی۔'' ؂۱

فراستِ مؤمن :

ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ''مؤمن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کی عطا کردہ روشنی میں دیکھتا ہے'' فراستِ مؤمن سے متعلق ایک واقعہ نظر سے گزرا دل چاہا کہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے یہ واقعہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ سے متعلق ہے جو حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب ؒ نے تحریر فرمایا ہے، موصوف لکھتے ہیں :

''اب سے تقریباً ۱۸ برس پہلے کا واقعہ ہے ایک ادھیڑ عمر غیر مسلم مسجد میں آیا اور اور مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ امام صاحب فتح پوری نے حسب معمول اسلام کی تلقین کردی اسی زمانہ میں میں اور بعض اساتذہ مدرسہ عالیہ کے دارالطلبہ ہی میں مقیم تھے اور ہم اور ہم نے اپنے مطبخ کا الگ انتظام کر رکھا تھا جس میں ایک سادہ لوح نیک دل باورچی کام کرتا تھا کرتا تھا۔ یہ نومسلم رفتہ رفتہ ہم تک پہنچ گیا اور ہم نے از راہ تالیف قلب اُسے اپنے پاس ٹھہرالیا۔ کپڑے بنائے کچھ مالی مدد کی ساتھ کھانا کھلانا شروع کردیا اور اس کو مدرسہ کی ابتدائی تعلیم میں شریک کردیا۔ کچھ عرصہ بعد ہم نے مفتی صاحب مرحوم سے اس نومسلم کا سارا حال بیان۔ تحسین وآفریں کی اُمید پر اب تک اپنی تمام ہمدردیاں بیان کیں اور درخواست کی کہ مدرسہ کی جانب سے اس نومسلم کا تعلیمی وظیفہ جاری کردیا جائے۔

مفتی صاحب حسب عادت مستفسرانہ انداز میں ہم سے معلومات حاصل کرتے رہے آخر میں اپنے ایک خاص انداز میں فرمانے لگے کہ سب سے پہلے تو آپ صاحبان جواب دیں کہ آپ نے بورڈنگ میں اپنے ساتھ کس کی اجازت سے ٹھہرایا ہے؟ گویا مفتی صاحب نے ہماری بے قاعدگی پر گرفت کی۔ اس لیے کہ بورڈنگ میں مہمان کو ٹھہرانے کے ہم مجاز نہ تھے۔

مفتی صاحب کی گرفت اور جواب ہمارے لیے بالکل خلاف توقع تھا ہم تو یہ اُمید لے کر گئے تھے کہ مفتی صاحب کی مجلس سے اپنے لیے آفرین وتحسین اور نومسلم کے لیے وظیفہ کی منظوری لے کر لوٹیں گے۔ مفتی صاحب کا یہ طرز عمل بہت تلخ اور ناگوار گزرا۔ اور غالباً دلی جذبات ہمارے چہروں

؂۱ مفتی اعظم ؒ کی یاد ص ۱۹۹

پر نمودار ہو گئے۔ تب مفتی صاحب نے بگڑ کر ایک خاص مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ بھائی جان اگر اس شخص نے کوئی خطرناک اقدام کر دیا تو ذمہ داری کس پر عائد ہو گی۔ بس اس گفتگو پر مجلس برخاست ہو گئی اور ہم دل میں کڑھتے ہوئے واپس آئے۔

کچھ مدت کے بعد نو مسلم کا بار ہم پر گراں گزرنے لگا۔ پھر مفتی صاحب کے خیالات اس بارہ میں ہمیں معلوم ہی ہو چکے تھے۔ لہٰذا ہم نے نو مسلم کو جدا کر دینا چاہا۔ اس دوران میں نو مسلم ہمارے باورچی سے انتہائی خلا ملا پیدا کر چکا تھا۔ جب ہم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تو ہمیں اپنے اس دیانتدار باورچی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔

یہ دونوں ہم سے رخصت ہو کر ریاست پٹیالہ میں جا مقیم ہوئے۔ کچھ عرصہ تک تو باورچی کی خیریت معلوم ہوتی رہی لیکن اچانک یہ خبر سننے میں آئی کہ باورچی قید خانے میں ہے اور نو مسلم پھانسی پا چکا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ پٹیالہ پہنچ کر نو مسلم نے اپنے آپ کو ڈاکٹر مشہور کیا اور پریکٹس شروع کر دی ایک دن کوئی نو عمر بچی زیور پہنے دواء لینے آئی تو زیور کے لالچ میں نو مسلم نے اس معصوم کو قتل کر ڈالا اور اپنی دکان ہی میں لاش دفن کر دی۔ پولیس نے کیس پکڑ لیا۔ اور تحقیق شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ عادی مجرم تھا بالآخر وہ تو اپنے کیفر کردار کو پہنچا اور پھانسی چڑھ گیا اور ہمارے باورچی صاحب بھی اس سے تعلق کی بنا پر جیل پہنچ گئے۔ جب ہمیں یہ سارا واقعہ معلوم ہوا تو مفتی صاحب مرحوم کی خداداد صلاحیت کا قائل ہونا پڑا اور دل میں سوچا۔

''رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت'' [1]

---

[1] مفتی اعظم کی یاد ص ۱۴۲

قسط :۱۲

فہمِ حدیث

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

اللہ تعالیٰ کی صفات :

عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال ان لله تعالی تسعةً و تسعين اسمامن احصاهادخل الجنةهو الله الذی لا اله الاهو الرحمن الرحيم الملک القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتکبر الخالق الباریء المصور الغفار القهار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحکم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشکور العلی الکبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الکريم الرقيب المجيب الواسع الحکيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوکيل القوی المتين الولی الحميد المحصی المبدی المعيد المحی المميت الحی القيوم الواجد الماجد الا حد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر ا لظاهر الباطن الوالی المتعالی البر التواب المستقيم العفو الرؤف مالک الملک ذو الجلال و الاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی المانع الضار النار النافع النور الهادی البديع الباقی الوارث الرشيد ا لصبور. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد کرے (اور ان کے معانی کو اپنے دل ودماغ میں بٹھا لے) وہ جنت میں جائے گا۔ وہ اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، نہایت مہربان، بہت رحم والا، وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، ہر نقص وآفت سے سالم ہے، امان دینے والا ہے، پناہ میں لینے والا ہے، زبردست ہے، دباؤ والا ہے، صاحب عظمت بنانے والا ہے، پیدا کرنے والا، صورت بنانے

والا ہے، بہت بخشش والا ہے، بہت غلبہ والا ، بہت دینے والا ، بڑا روزی دینے والا ، بڑا مشکل کشا، جاننے والا ، تنگی اور فراخی کرنے والا ، پست و بلند کرنے والا ، عزت و ذلت بخشنے، والا سننے والا ، دیکھنے والا ، اٹل فیصلہ کرنے والا ، منصف ، بھید جاننے والا ، خبر دار ، برد بار ، عظمت والا ، مغفرت کرنے والا ، تھوڑے عمل پر بہت دینے والا ، بلند بڑائی والا ، حفاظت کرنے والا ، (مخلوق کو) روزی اور توانائی دینے والا حساب لینے والا ، بزرگی والا ، بے مانگے بخشش کرنے والا ، نگراں ، (بندوں کی پکار کا) جواب دینے والا ، وسعت والا ، حکمت والا ، بڑی محبت والا ، مجد وشرف والا (مردوں کو اور سوئے ہوؤں کو) اُٹھانے والا ، گواہ ، ثابت و برحق ، کارساز ، زور آور ، مضبوط ، دوست و مددگار ، تعریف کا مستحق ، ہر چیز کا شمار رکھنے والا ، عدم سے وجود میں لانے والا ، معدوم کو پھر موجود کرنے والا ، زندہ کرنے والا ، مارنے والا ، سدا زندہ ، مخلوق کی ہستی کو تھامنے والا ، اپنی مراد کو پانے والا ، شرف والا ، یکتا ، یگانہ ، بے نیاز ، قدرت والا ، ہر شے پر قبضہ والا ، آگے کرنے والا ، پیچھے کرنے والا ، سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باقی رہنے والا ، سب پر عیاں ، نگاہوں سے اوجھل ، ہر چیز کا ذمہ دار ، بہت بلند ، بڑا محسن ، توبہ کی توفیق بخشنے والا اور قبول کرنے والا ، بدلہ لینے والا ، معاف کرنے والا ، بڑی رحمت والا ، سارے ملک کا مالک ، جلال و بخشش والا ، انصاف قائم کرنے والا ، (قیامت کے دن سب کو) جمع کرنے والا ، سب سے بے نیاز ، دوسروں کو غنی بنانے والا ، روکنے والا ، نقصان پہنچانے والا ، نفع پہنچانے والا ، خود بخود ظاہر ، ہدایت دینے والا ، بلا نمونہ بنانے والا ، ہمیشہ رہنے والا ، تمام مخلوقات کے فنا کے بعد ان کے مال کا مالک ، درست راہ بتانے والا ، ضبط و برداشت کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کا حلم :

عن ابی موسٰی الا شعری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ماأحد أصبر علی أذی یسمعه من الله یدعون له الولد ثم یعافیهم ویرزقهم .

(بخاری و مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکلیف دہ بات کو سن کر اس پر صبر (اور برداشت کرنے اور سزا نہ دینے) میں کوئی اللہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔لوگ

حیثیت کو بیان کیا ہے قانون وشریعت کے علاوہ دیگر امور مثلاً عقائد کے بارے میں حدیث کی حیثیت کو سرے سے بیان ہی نہیں کیا۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ ڈاکٹر اسرار صاحب غیر قانونی امور میں حدیث کو رہنما نہیں سمجھتے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ڈاکٹر اسرار صاحب کو اس بارے میں واضح بیان دینا چاہیے اور اپنی فکری اساس کو درست کرنا چاہیے۔

(۳) آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''صاحب قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی مانند وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ اس معاملہ میں علم (ارتقاء) اور مذہب کے مابین کوئی تضاد نہیں ہے۔'' یہاں یہ بھی معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ مولانا سیوہارویؒ نے شروع ہی میں لکھ دیا کہ ارتقاء کا یہ دعوی ہے کہ موجودہ انسان اپنی ابتدائی تخلیق وتکوین ہی سے انسان پیدا نہیں ہوا بلکہ کائنات ہست وبود میں اس نے بہت سے مدارج طے کر کے موجودہ انسانی شکل حاصل کی۔۔۔ اور مذہب یہ کہتا ہے کہ خالق کائنات نے انسان اول کو آدم علیہ السلام کی شکل میں ہی پیدا کیا۔ ان کے مابین تضاد کی نفی تو نہیں کی جاسکتی۔ مولانا سیوہاروی نے تو شائد اس پر تفصیل سے کچھ نہیں لکھا لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ عمل ارتقاء کو جانوروں تک ہی رکھا جائے اور انسان کی علیحدہ اور مستقل تخلیق مانی جائے تو اس طریقے سے علم (ارتقاء) اور مذہب کے مابین کوئی تضاد نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

نوٹ : کوئی اشکال یا اعتراض ہو تو بشرط انصاف آپ کھل کر کر سکتے ہیں۔

فقط والسلام

عبد الواحد غفرلہ ۲۶ ر ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

ضرورت پرائمری مدرس

جامعہ مدنیہ جدید کے لیے مشفق دیانتدار اور متشرع مدرس کی ضرورت ہے جو پرائمری کی تعلیم کا اچھا تجربہ رکھتا ہو فاضل درس نظامی کو ترجیح دی جائے گی خواہشمند افراد فوری رابطہ فرمائیں۔

اس کے لیے اولاد ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں اور وہ پھر بھی ان کو (مہلت دیتا ہے اور) عافیت اور رزق دیتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عزو جل یؤذینی ابن آدم یسب الد ھروانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار (بخاری ومسلم)

حضرت ابوھریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے۔دہر اور زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ (کچھ نہیں وہ) تو میں ہی ہوں (کیونکہ حقیقت میں) سب تصرفات میرے قبضہ میں ہیں (اور) شب و روز کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی کذبنی ابن آدم ولم یکن لہ ذٰلک وشتمنی ولم یکن لہ ذٰلک فاما تکذیبہ ایای فقولہ لن یعیدنی کما بدانی ولیس اوّل الخلق با ھون علیّ من اعادتہ واما شتمہ ایای فقو لہ اتخذ اللہ ولد ا وانا الاحدالصمد الذی لم الد و لم أولد ولم یکن لی کفوا احد.(بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالی فرماتے ہیں ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ ایسا کرنا اس کے مناسب نہ تھا اور اس نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ اس کے لیے جائز نہ تھا۔اس کا مجھے جھٹلانا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ جیسا میں نے اس کو ابتدا میں پیدا کیا دوبارہ میں اس کو پیدا نہ کروں گا (اور آخرت کچھ نہ ہوگی) حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھ پر دوسری دفعہ پیدا کرنے سے آسان نہیں ہے (بلکہ میرے لیے دونوں یکساں ہیں جب کہ لوگوں کے لیے دوسری دفعہ کے مقابلے میں پہلی دفعہ کوئی چیز بنانا مشکل ہوتا ہے) اور اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے (اپنے لیے) بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں یکتا ہوں اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا (یعنی نہ میں نے اپنی کوئی اولاد بنائی ہے) اور نہ ہی میں جنا گیا ہوں (یعنی نہ ہی میں کسی کی اولاد ہوں) اور کوئی بھی میرے جوڑ کا نہیں ہے (کہ وہ خدائی میں میرا شریک ہو سکے)۔

سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں :

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عزوجل یاعبادی کلکم مذنب الا من عافیت فاستغفرونی اغفر لکم ومن علم انی اقدر علی المغفرۃ فاستغفرنی بقدرتی غفرت لہ ولا ابالی . وکلکم ضال الا من ھدیت فاستھدونی اھدکم . وکلکم فقیر الامن اغنیت فاسئلونی اغنکم ولو ان اولکم وآخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا علی اشقی قلب من قلوب عبادی ما نقص فی ملکی من جناح بعوضۃ ولو اجتمعوا علی اتقی قلب عبد من عبادی ما زادفی ملکی من جناح بعوضۃ ولوان اولکم وآخرکم وحیتکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا فسالنی کل سائل منھم ما بلغت امنیتہ فاعطیت کل سائل منھم ماسال ما نقصنی کما لو ان احدکم مر بشقۃ البحر فغمس فیھا ابرۃ ثم انتزعھا کذٰلک لا ینقص من ملکی ذٰلک بانی جواد ماجد صمد عطائی کلام و عذابی کلام اذا اردت شیئا فانما اقول لہ کن فیکون (مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں اے میرے بندوں تم سب قصوروار ہو مگر وہ جسے میں بچالوں، تو مجھ سے بخشش طلب کیا کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ مجھے بخشش کی طاقت ہے پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے تو میں اسے بخش دیتا ہوں اور کوئی پروا نہیں کرتا۔ تم سب گم کردہ راہ ہو مگر وہ جس کو میں راہ دکھلاؤں تو مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم سب محتاج ہو مگر وہ جس کو میں بے نیاز کردوں تو مجھ سے مانگو میں تمہیں بے نیاز کردوں گا۔ اگر تمہارے اگلے پچھلے زندہ اور مردہ، تر اور خشک (یعنی جوان اور بوڑھے) سب مل کر میرے بندوں میں سب سے شقی القلب بندہ کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں مچھر کے پر کے برابر کوئی کمی نہیں آسکتی اور اگر سب کا دل سب سے زیادہ متقی انسان کی طرح ہو جائے تو میری سلطنت میں ایک مچھر کے پر کے برابر زیادتی نہیں ہوگی۔ اگر تمہارے اول و آخر، زندہ اور مردہ، تر اور خشک سب جمع ہوں اور ان میں ہر

سائل مجھ سے وہ مانگے جو اس کی انتہائی آرزو ہو پھر ان میں ہر ہر سائل کو میں اس کی منہ مانگی مراد دے دوں تو بھی میرے خزانہ میں کچھ کمی نہ آئے گی جیسا کہ تم میں کوئی شخص سمندر کے کنارے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر نکال لے (تو سمندر میں کوئی کمی نہیں آتی) اسی طرح میری سلطنت میں کچھ کمی نہیں آتی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ میں سخی ہوں، بزرگی والا ہوں، بے نیاز ہوں۔ میری بخشش (کے لیے فقط میری) بات (کافی) ہے اور میرا عذاب (نازل کرنے کے لیے فقط میرا کلام (کافی) ہے (کچھ کرنا نہیں پڑتا) اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف یہ کہہ دیتا ہوں کہ موجود ہو جا تو وہ موجود ہو جاتی ہے۔ (جاری ہے)

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر۔ شیخ فیروز الدین۔ محمد اعزاز

محمد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر، فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

باب اول　　　قسط ۸

تحریکِ احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب **Ahmadia Movement British-Jewish Connection -----** کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

شہنشاہیت کی پیداوار :

انیسویں صدی میں برطانوی شہنشاہیت نے ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ممالک کو اپنی حکمرانی میں لے لیا۔ نوآبادیاتی نظام کے پروان چڑھنے کا ایک اہم پہلو اس کی متشددانہ یہودی قومیت پسندی کے ساتھ عیارانہ ساز باز بھی تھی۔ وہ یہودی جو ایڈورڈ اول کے دور ۱۲۹۰ء میں انگلستان سے نکالے گئے تھے وہ اب کرامویل کے دور میں غول کے غول واپس آ رہے تھے، جو انہیں انگلستان کے لیے معاشی فوائد حاصل کرنے کے لیے واپس لا رہا تھا۔ [۱]

۱۷۸۸ء میں فرانس کی فلسطینی مہم کے دوران نپولین نے ایشیائی اور افریقی ممالک سے یہودیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ اس نے جنگی مقاصد کے لیے فرانس کی سرپرستی میں یروشلم میں ایک یہودی سلطنت کے قیام کا نظریہ پیش کیا۔ [۲]

---

۱ the state of Israel page no.15

۲ the state of Israel page no.15

۱۸۳۹ء تک ارضِ مقدس میں یہودیوں کی بحالی ایک اہم موضوعِ سخن تھی۔ یہ موضوع عوامی سطح تک اتنی پذیرائی حاصل کر گیا کہ کلیسائے سکاٹ لینڈ کی مجلس عمومی نے ارض مقدس کے حالات جاننے کے لیے ایک جماعت روانہ کی اور بعد میں ارضِ فلسطین میں یہودیوں کی بحالی کے لیے یورپ کے پروٹسٹنٹ زعماء کو ایک عرضداشت ارسال کی۔ اس دن کے بعد انگلستان میں یہود کے فلسطین میں آباد ہونے کے مسئلے اور مشرقی سوال پر متوازی احتجاج شروع ہو گیا۔ ۱

آزاد خیال برطانوی طبقے نے یہودیوں کے حق میں اپنی آواز بلند کیے رکھی۔ ۱۸۳۳ء، ۱۸۳۴ء اور ۱۸۳۶ء میں دارالعوام میں ایک بل منظور ہوا، جس میں یہودیوں کے خلاف امتیازات کا خاتمہ مقصود تھا۔ یہ بل دارالامراء میں مسترد ہو گیا لیکن ایک ایکٹ منظور کر لیا گیا جس کے تحت یہود کو شیرف یعنی ضلعی منتظم اعلیٰ کا دفتر سنبھال سکنے کا اختیار دے دیا گیا۔ ڈیوڈ سولومن کو ۱۸۸۵ء میں لندن کا منتظم اعلیٰ چن لیا گیا، دو سال بعد موزیز مونٹیفو آر نے یہی عہدہ سنبھالا جس کی توثیق ملکہ وکٹوریہ نے کر دی۔ ۱۸۵۸ء میں ایک بل منظور کیا گیا جس میں یہودیوں کو برطانوی مجلس قانون ساز میں داخلے کی اجازت مل گئی۔) ۲

امریکہ اور یورپ کے دوسرے حصوں میں مختلف ذرائع سے یہودی نظریہ کی تشہیر کی گئی جن میں مستقل پسند یا ''فیوچرسٹ''، ''اینگلو اسرائیلی'' اور ''فری میسن'' شامل ہیں انہوں نے یہودی مفادات کے تحفظ کے لیے بہت سے بہروپ بھر کر کئی کام کیے اور بڑے محتاط انداز میں عوامی رائے عامہ کو اپنے حق میں ڈھالا۔ فیوچرسٹ انجیل کی پیش گوئیوں کو بنیاد بنا کر بکھرے ہوئے یہودیوں کی فلسطین میں واپسی کا پرچار کیا۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا یہ عقیدہ تھا کہ انسانیت ایک نئی ہزاری کی طرف بڑھ رہی ہے جس میں ہر طرف تقدس کا دور دورہ ہوگا۔ اس مسعود گھڑی کی پہلی ضرورت خدا کے مقبول بندوں (یہودیوں) کی ارض مقدس میں واپسی ہے۔ جب مسیح علیہ السلام واپس آ کر حضرت داؤد علیہ السلام کے تخت پر جلوہ افروز ہوں گے۔ یروشلم مقدس میں وہ ان چنے ہوئے لوگوں پر حکومت کریں گے جو انہیں مسیح موعود تسلیم کریں گے۔ حزقیل کا شاندار معبد اسی پرانی عبادت گاہ کی جگہ تعمیر کیا جائے گا جہاں آج کل مسجد عمر (مسجد اقصیٰ) موجود ہے یہودیت کے پرانے تہوار دوبارہ منائے جائیں گے۔ انجیل کی پیش گوئیوں میں سے براہ راست حوالے دے کر دانشوروں، مذہبی حلقوں، قانون دانوں اور سیاستدانوں نے اپنی منزل مقصود کے حصول کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ ۳

The rape of Palestine page no. 14 ۱

A history of the jews page no.59 ۲

The voice of prophecy page no.6 ۳

اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کا معاملہ بھی تقدیر کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ نظریہ آزاد مغربی مدبرین اور نظریہ انجذاب کے حامیوں کے لیے ہے جو یہودی قوم کے وجود کے سرے سے منکر تھے۔ ان کے نظریات کے خلاف یہ تیز رد عمل تھا۔ تاہم آزاد ذہن کی رائے، جس کی مزاحمت نہ کی جا سکتی تھی کے مطابق اس کا مقصد یہودیوں کو غیر یہودی بنا دینا تھا۔ یہ نظریہ شکست سے دوچار ہوا۔ اینگلو اسرائیلی نظریہ نے یہودیوں کے حق میں مہم کو تیز کر دیا۔ ۱

یہ کہا گیا کہ اسرائیلی ان گمشدگان کی اولاد ہیں جو برطانیہ اور کینیڈا کے اینگلو اسرائیلی تھے اور وفاق انگلستان و برطانیہ کے ارکان تھے۔ یہ دلیل بھی دی گئی کہ دس گمشدہ قبائل ہی دراصل برطانیہ کی دولت مشترکہ کی اقوام ہیں۔ ان کے خیال میں امریکی اسرائیلی قبیلہ منسی کی اولاد سے ہیں۔ انگریز افرائیم کی اولاد سے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لوگ خانقاہی راہبوں کے پیروکار اینگلو سیکسن (انگریز ٹیوٹانی جرمن) باشندے اسرائیل کے شمالی قبائل کی اولاد میں سے تھے جن کے لیے اخروی ایام میں تمام نعمتیں ارسال کی گئیں۔ داؤدی سلطنت کے لوگوں کو فلسطین سے برطانیہ بھیجا گیا اور اس تخت و بادشاہت کے دوام کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ آئندہ ایام میں خانوادہ داؤد میں سے ایک عالمی سلطنت جنم لے گی۔ ۲

شہنشاہیت کے تمام نوزائیدہ جارحانہ رجحانات جو اینگلو سیکسن پیش کر رہے تھے، ان کو مزید شہ عبرانی فلسفہ دے رہا تھا۔ یورپی اقوام کو بنی اسرائیل کی اولاد قرار دینے کے نتیجے میں انگریزوں کا ایک بڑا طبقہ اپنے آپ کو واقعی اسرائیلیوں کی اولاد سمجھنے لگا۔ برطانوی عوام کی غالب اکثریت کے اس یقین کامل میں اتنی قوت آگئی کہ اس کے نتیجے میں ''برطانوی اسرائیلی عالمی وفاق'' نامی تنظیم وجود میں آگئی جس کا دعویٰ تھا کہ اس کے ایک وقت میں ۵۰ لاکھ ارکان تھے۔ ان میں زیادہ مشہور ملکہ وکٹوریہ اور شاہ ایڈورڈ ہفتم تھے۔ ۳

فری میسنری (عالمی ماسونی تحریک) نے خفیہ بھیس میں یہودیت کے مقاصد کے لیے فیصلہ کن طریق کار مرتب کیا۔ فری میسنری کے ساتھ ساتھ یورپی خفیہ انجمنوں میں یہودیوں کی سرائیت نے متوازی کردار ادا کیا۔ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کو یہودیوں کی فلسطین واپسی سے تعبیر کیا گیا، فری میسن لاجوں میں جو مختلف خفیہ اشارے اور رسومات ادا کی جاتی تھیں ان میں مدبرین، سیاستدان، عوامی و عسکری عہدیداران، سفارتکار اور تاجر جمع ہوتے تھے۔ یہ لاجیں یہودیت کو پروان چڑھانے کے لیے استعمال ہوتیں۔ امریکہ برطانیہ، فرانس اور اٹلی کے تقریباً تمام اہم شہروں میں میسوں کے ٹمپل تعمیر

---

۱ W.B Ziff Page no. 33

۲ J.C. Stevens Page no. 71

۳ W.B Ziff Page no. 34

ہو گئے، جواب بھی ہیں۔ ہندوستان میں فری میسنری نے بنگال میں جڑیں پکڑیں اور ملک کے دیگر حصوں میں تیزی سے پھیل گئے۔ حتی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے بھی بہت قبل اس نے ترقی کر لی۔ ۱

فری میسوں اور یہودیوں کی سازشنوں زیادہ تر سلطنت ترکیہ کے استحکام کے خلاف تھیں۔ میسوں کے اعلی کار پردازوں نے خفیہ انجمنوں کے لبادے میں تخریب کاری کے لیے بہت سے مقامی آلہ کار ڈھونڈ لیے۔ ڈزرائیلی جو کہ پیدائشی یہودی تھا ۱۸۷۷ء میں برطانوی وزیر اعظم بنا۔ اس نے دنیا میں سرگرم عمل خفیہ انجمنوں اور ان کی پنہاں کارستانیوں کے متعلق اظہار خیال کیا۔ ان انجمنوں کا دائرہ عمل اندرون و بیرون سلطنت کی تخریب تھا۔ جبکہ ان کے مراکز جنیوا، پیرس، لندن، برسلز اور ۱۸۰۲ء میں مصر پر برطانوی قبضے کے بعد قاہرہ میں تھے۔ انہیں نے متشددانہ قومیت کی حوصلہ افزائی اور ترک غلبہ کے خلاف عرب ریاستوں کی علیحدگی کے نظریات پیش کیے۔

جارج انٹونیئس کا کہنا ہے کہ شام میں قومیت پسندی کے خیالات کو متعارف کرانے کی پہلی منظم کوشش پانچ نوجوانوں نے کی جو بیروت میں واقع شامی پروٹسٹنٹ کلیہ کے تعلیم یافتہ تھے اور سارے کے سارے عیسائی تھے۔ ۱۸۷۵ء کے لگ بھگ ایک خفیہ تنظیم بنائی گئی اور فری میسوں کے ساتھ مل کر ایک تحریک چلائی گئی جس کا مقصد شامی معاشرے میں مخصوص یورپی طریق پر راہیں ہموار کرنا تھا۔ ۲

یہودیوں کی حمایت یافتہ خفیہ انجمنوں نے اپنی کوششوں کا محور یہودیت کا احیاء اور منتشر یہودیوں کی فلسطین میں بحالی بنالیا۔ انہوں نے عیسائی نظریات کو وحشیانہ طور پر تنقید کا نشانہ بنایا۔ مسیحی مبلغوں کو سختی سے مطعون کیا گیا اور ان کی سرگرمیوں کا مذاق اُڑایا گیا۔ یہودی علماء کی طرف سے پیش کردہ یہودی تصوف کے فلسفیانہ نظریات کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی۔ اسلام یہودی انتہا پسندوں کے خلاف ایک عظیم خطرہ تھا۔ چنانچہ اسلام کے خلاف بھڑکانے کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ شروع کر دیا گیا تا کہ اس کی نشو و ارتقاء کو روکا جا سکے اور اس کی قوت کو کمزور کیا جا سکے۔ یہودی ایجنٹوں کے آلہ کاروں نے "تجدیدیت" کے نام پر بنیادی مذہبی عقائد کو مسخ کرنے کے لیے مقامی باشندوں کو خرید لیا۔ مسلمانانِ عالم نے اس تجدیدی تحریک کو بڑی پرامید نظروں سے دیکھا، مگر اس خفیہ کارستانی سے ہونے والے نقصان سے بے خبر رہے۔ انہوں نے "عقلیت پسندی"، "قومیت پسندی" اور "جدت پسندی" کے عالم اسلام پر تاثر کا اندازہ کیے بغیر اس کا خیر مقدم کیا۔

۱۸۵۰ء کے عشرے میں یہودی قوم پرستی بڑی تیزی سے پھیلی۔ انیسویں صدی کے اواخر میں تھیوڈور ہرزل کی کتاب "یہودی ریاست" اور اس کے بعد ۱۸۹۷ء، میں بائبل کانفرنس کے بعد صیہونیت یہودیوں کی بین الاقوامی تحریک

---

۱ History of freemasonry , London

۲ Antonious page no.79

بن گئی جس کا مقصد فلسطین پر اپنے وطن کے طور پر قبضہ جمانا تھا۔

ہندوستان کی سرزمین پر :

برطانوی شہنشاہیت کے لیے ہندوستان کی بڑی سیاسی اور معاشی اہمیت تھی۔ سرزمین ہند پر یہودیوں کی کیا سرگرمیاں رہیں یہ ایک دلچسپ موضوع ہے۔ بیسویں صدی کے اوائل میں بہت سے انتظامی افسران، سفیروں، فوجی افسران اور تاجروں نے سلطنت عثمانیہ کے ٹکڑے کرنے، تاج برطانیہ کو مضبوط کرنے اور یہودیوں کے مقصد کو پورا کرنے کی خاطر جاسوسی کی۔ برطانوی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد اس کی صیہونیوں کے ساتھ اشتراکیت تھی۔ لندن میں واقع ''اینگلو جیوئش ایسوسی ایشن'' نے برطانیہ اور اس کی نوآبادیوں میں یہودیوں کے مفادات کی حفاظت کی اور برطانوی دفتر خارجہ کی طرف سے اسے ہمیشہ فوری اور بھرپور تعاون ملا۔ قطع نظر اس کے کہ ایوان اقتدار میں موجود برطانوی حکومت کی جماعتی سیاست کیا تھی۔ یہودیوں کو اس نے پورا تعاون بہم پہنچایا۔ [۱]

ایشیاء اور مشرق وسطی میں ''مذہبی احیاء'' کی کئی تحریکوں اور صیہونیت کے درمیان ہمیں پراسرار رابطے ملتے ہیں ہندوستان کی احمدیہ تحریک ایران کی بہائیت، فری میسنری اور تھیوسوفسٹ تحریکوں کے یہودیوں کی خفیہ تنظیموں کے ساتھ روابط تھے۔ میسوں اور تھیوسوفسٹوں کے ادارے یہودی آلہ کاروں کے ذریعہ برطانیہ اور امریکہ اور ان کی نوآبادیوں میں قائم تھے۔ ۱۸۷۹ء میں کرنل اولکاٹ جو ایک بدنام پس منظر کا حامل فری میسن تھا اور غیر اخلاقی مواد پھیلانے کے الزام میں امریکا میں قید کاٹ چکا تھا۔ مادام بلاواٹسکی کے ساتھ ہندوستان آیا جو ایک روسی جرنیل کی بیوہ تھی اور ایک مشکوک ماضی کی حامل تھی۔ انہوں نے مدراس میں تھیوسوفی یا وجدانی معرفت کا مرکز کھول کر بدھ مت کی دہریت کا پرچار کرنا شروع کر دیا۔ اپنے رسالے ''تھیوسوفسٹ'' میں انہوں نے ہندوستان اور بدھ مت کی تعریف کی اور پوری شدت سے عیسائیت اور عیسائی مبلغین کی خدمت کی۔ ہندوستان میں ایک مضبوط تحریک کی بنیاد رکھنے کے بعد وہ ۱۸۸۴ء میں یورپ واپس چلے گئے۔ سوئٹزرلینڈ، جرمنی اور اٹلی کے درمیان سفر کے موقع پر کسی جگہ بلاواٹسکی نے روسی خفیہ ایجنٹوں کو اپنی خدمات کی پیشکش کی جو انہوں نے ٹھکرا دی۔ [۲]

وہ فری میسوں میں بتیسواں درجہ رکھتی تھی اور ان میں اس کی بڑی عزت تھی۔ اس کی کتاب ''ایزدیوی کی نقاب کشائی'' کو ایک اعلی ماسونی شاہکار لکھا جاتا ہے۔ اس کی شاگرد اینی بیسنٹ جو ہندوستان میں ہوم رول کی تحریک کے

---

۱ Jewish Encyclopedia vol 1 page no.601

۲ The true history of H.P.Blavatsky page no.5

...مشہور ہے ایک اہم فری میسن اور اس کی قریبی شریک کار تھی۔

انیسویں صدی کی ''اتحاد عالم اسلام'' کی تحریک سید جمال الدین افغانی نے پروان چڑھائی۔ انقلاب ایران (۱۹۰۵ء)۔ ترکی کی نوجوان ترکوں کی تحریک (۱۹۰۸ء) اور مصر کی چند قوم پرست تحریکیں افغانی اور ان کے پیروکاروں سے متاثر ہو کر چلائی گئیں۔ افغانی ایک فری میسن تھے۔ وہ اس یہودی ادارے کو اپنے سیاسی نظریات کی اشاعت کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ مفتی عبدہ بھی ایک فری میسن تھے اور مصر کے لارڈ کرومر کے خاص آدمی تھے۔ افغانی کو ان کی سیاسی سرگرمیات اور ادارے کی خفیہ کارکردگی پر اعتراض کی بناء پر ماسونی لاج ''سٹار آف ایسٹ'' سے نکال دیا گیا۔ ۱

ایران کی بابیت اور بہائیت یہودی حمایت کی بڑی زوردار پرچاک تحریکیں ہیں عبدالبہاء نے ۱۲؍جنوری ۱۹۱۲ء کو لندن میں مجلس احباب کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے بہائیت کا سراغ ۱۸ویں صدی میں جرمنی میں معرض وجود میں آنے والی ''جماعت روشنائی'' یا ایلومنسٹ سے جوڑا جو کہ فری میسنری کی پیش رو تحریک تھی۔ بہائیت اسلام کے خلاف کھل کر کام کرتی رہی۔ اس کی پیروکاروں نے صیہونیوں کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کر لیے۔ بہاء اللہ نے اپنے خطبوں اور تقریروں میں یہودیوں کے اسرائیل واپس آنے کی پیش گوئیاں کیں۔ آج کل اس تحریک کا ایک مضبوط مرکز اسرائیل میں ہے۔ ۱۹۷۹ء کے ایرانی انقلاب کے بعد بہائی اپنے مراکز کو ایران سے پاکستان منتقل کر رہے ہیں۔

بہائیت شیعہ ایران میں پروان چڑھی اور قادیانیت یا احمدیہ تحریک سنی ہندوستان میں پھلی پھولی۔ قادیانیت کی ابتداء، ترقی اور مذہبی اور سیاسی خیالات سے بخوبی واضح ہے کہ اس کی پیدائش ایک صیہونی اور سامراجی سازش کا نتیجہ تھی۔ اس کے بانی نے عیسائیت کی مذمت کی۔ جہاد کو ہمیشہ آنے والے وقتوں کے لیے حرام قرار دیا۔ اسلامی عقائد کو مسخ کیا اور تقریباً ۹۰ کروڑ مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ وہ اپنے آپ کو مجدد (مصلح) مسیح موعود، مہدی، نبی، رسول اور سب سے بڑھ کر بھگوان کرشن قرار دیتا ہے۔ وہ برطانوی شہنشاہیت کے ساتھ حد درجہ وفاداری کی تلقین کرتا ہے اور اسے اپنے ایمانی اجزاء میں سے ایک جزو قرار دیتا ہے۔

(جاری ہے)

---

۱ Elie Kedourie, Afghani and Abdu page no.21

محقق العصر حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم پی۔ایچ۔ڈی آف لندن' کے فاضلانہ قلم سے علمی کتب

۱	مطالعہ بریلویت (۸) جلدیں	۲۳	علم جنات وملائکہ
۲	مطالعہ عیسائیت کتاب استفسار (۱)	۲۴	پڑھتا جا شرماتا جا
۳	مقام حیات (۱) جلد	۲۵	تقیہ نہ کیجئے (مناظرہ)
۴	خلفائے راشدین (۱) جلد	۲۶	مناظرہ انارکلی
۵	عبقات (۱) جلد	۲۷	مناظرہ نائیجیریا
۶	آثار الاحسان (۱) جلد	۲۸	مناظرہ شیفیلڈ
۷	آثار التنزیل (۲) جلدیں	۲۹	مسیح موعود اور قادیانیت
۸	آثار الحدیث (۲) جلدیں	۳۰	اسلامی تعلیمی تربیتی کیلنڈر (انگریزی)
۹	آثار التشریع (۲)	۳۱	شیطان کا واویلا
۱۰	بدعت اہل بدعت (۱) جلد	۳۲	قادیانیوں کو سمجھنے کا آسان راستہ
۱۱	عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت	۳۳	مقام عیسیٰ بن مریم
۱۲	الحق الصریح فی معنی حیات المسیح	۳۴	درس قرآن
۱۳	معیارِ صحابیت	۳۵	شرح القدوری
۱۴	شاہ اسماعیل شہیدؒ	۳۶	عقیدہ قادیانی
۱۵	دورہ افریقہ	۳۷	شیعہ عقائد
۱۶	اتھنٹیسٹی آف حدیث (انگریزی)	۳۷	متعہ نہ کیجئے
۱۷	حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ	۳۹	شجرہ علمی امام ابوحنیفہؒ
۱۸	سیرت سیدنا ابوہریرۃؓ	۴۰	شجرہ مودت
۱۹	رضاخانی مذہب	۴۱	بریلویوں کا چالیسواں
۲۰	اہل بیت کرام	۴۲	نماز کا مقامِ توحید
۲۱	تقدیس حرمین	۴۳	عالم الغیب
۲۲	نصرۃ الاسلام	۴۴	دھماکہ

(نوٹ) اور بہت سے مختلف عنوانات پر مشتمل بہت سی کتب عنقریب منظر عام پر آرہی ہیں۔

ناظم دار المعارف احسان الحق خان غازی ۳/۱/۱ دیوسماج روڈ سنت نگر لاہور۔فون:۷۲۲۹۲۱۲

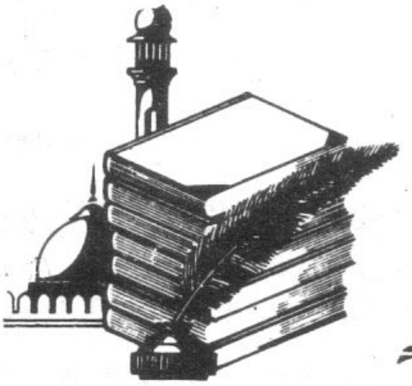

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : مقامات مقدسہ

تصنیف : حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

صفحات : ۶۶۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت :

پیش نظر کتاب ''مقاماتِ مقدسہ اور اسلام کا اجتماعی نظام'' حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دار العلوم دیو بند کی ضخیم اور آخری تصنیف ہے اس میں آپ نے مقاماتِ مقدسہ ''مکہ مکرمہ'' ''قدس شریف'' اور ''طورِ سینا'' کی تقدیس، اِن کی عالمی مرکزیت، اِن کی تقدیس کی بنیادیں، اِن کے پھیلے ہوئے آثار اور ہم پر ان کے عائد شدہ حقوق و فرائض اور اِن کی روشنی میں اسلام کے عالمگیر نظام کی تحریک اور اس کا تجزیہ، نقلی دلائل، عقلی شواہد اور طبعی تقاضوں کے تحت پیش کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اِن کی مرکزیت سے کام لیے بغیر مسلمانوں کا موجودہ تنزل رفع نہیں ہوسکتا اور نہ اُنہیں امن وسکون میسر آسکتا ہے، پہلے یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوئی تھی اب پاکستان میں جدید کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کی جانب سے شائع کی گئی ہے۔

☆

نام کتاب : ماہنامہ حق چاریار مولانا امین اوکاڑویؒ نمبر

زیرِ نگرانی : حضرت قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم

صفحات : ۳۶۰

سائز : ۲۰×۲۶/۸

قیمت : ۱۲۰/

ماہنامہ ''حق چار یار'' قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم خلیفہ و مجاز شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی زیرنگرانی تقریباً چودہ برس سے دفاع عن الحق کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ زیرتبصرہ شمارہ ''حق چار یار'' کا خاص نمبر ہے جو امین الملة حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کی شخصیت پر نکالا گیا ہے۔ مولانا مرحوم اس دور کی عبقری شخصیات میں سے تھے، قدرت نے آپ کو گوناگوں خصوصیات و امتیازات سے نوازا تھا۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ اہل حق کے صاف و شفاف مسلک پر انتہائی اعتدال کے ساتھ قائم رہتے ہوئے ساری زندگی دفاع عن الحق کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

''حق چار یار'' کے اس نمبر میں حضرت مولانا مرحوم کی شخصیت اور کارناموں سے متعلق نہایت قیمتی مضامین شائع کیے گئے ہیں جن سے مولانا موحوم کی شخصیت کے بہت سے مخفی گوشے اجاگر ہوتے ہیں، اِن مضامین میں حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا مضمون بہ عنوان ''امین ملت'' نہایت وقیع مضمون ہے، حق چار یار کا یہ نمبر مولانا مرحوم کے وابستگان کے لیے خصوصاً اور دیگر حضرات کے لیے عموماً ایک قیمتی سرمایہ ہے جس سے نہ صرف مولانا مرحوم کی شخصیت سے کماحقہٗ واقفیت حاصل ہوتی ہے بلکہ فرقِ باطلہ کے بارے میں بھی بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو بڑی بڑی کتابوں سے مستغنی کردیتی ہیں۔

☆

نامِ کتاب : مجاہدین ختم نبوت کی داستانیں

ترتیب و تحقیق : محمد طاہر رزاق صاحب

صفحات : ۲۰۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

قیمت : ۹۰/

زیرنظر کتاب ''مجاہدین ختم نبوت'' میں جناب محترم محمد طاہر رزاق صاحب نے ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمات انجام دینے والے چند اکابر علماء کا مختصر مگر دلچسپ تذکرہ کیا ہے، نیز بہت سے اُن افراد کی آپ بیتی بھی ذکر کی ہے جو پہلے مرزائی تھے بعد میں مرزائیت سے تائب ہوکر ختم نبوت کے شیدائی اور مبلغ بنے، جناب طاہر صاحب کا انداز چونکہ آسان اور

اُچھوتا ہوتا ہے اس لیے آپ کی کتب ایک خاص کشش رکھتی ہیں اور جلد مقبول عام ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ختم نبوت کے سلسلہ میں کی جانے والی مساعی کو قبول و منظور فرمائے اور مزید کی توفیق دے۔

☆

نام کتاب : میرے حضرت میرے شیخ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

صفحات : ۲۶۰

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ

قیمت : ۹۰/

مولانا عبدالقیوم حقانی زیدمجدہ نے اپنے استاذ و مربی حضرت مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ کی حیات طیبہ پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں مختلف عنوانات سے تحریر فرمائی ہیں زیرِنظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب کے سرِورق پر مصنف نے خود اس کا تعارف کروایا ہے، موصوف لکھتے ہیں :

''شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق'' کی حیات طیبہ، علم و عمل، سیرت و کردار صفات و کمالات علمی، دینی، روحانی تجدیدی، جہادی اور اصلاحی کارنامے، ذوقِ علم، شوقِ مطالعہ، سفرِ آخرت کے عبرت انگیز احوال، ایمان آفریں مجالس اور روح پرور ارشادات و افادات کا دلچسپ جامع اور حسین مرقع''۔

کتاب کی کتابت و طباعت عمدہ اور قیمتی مناسب ہے۔

☆

نام کتاب : انوار الفرقان شرح جمال القرآن

افادات : حضرت قاری سیّد حسن شاہ صاحبؒ

مرتب : قاری محمد رمضان صاحب

صفحات : ۱۲۶

سائز : ۲۰×۳۰/۸

ناشر : مکتبہ حمادیہ گوالمنڈی لاہور

قیمت : ۵۰/-

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی جہاں اور بہت سی کتب کو قبولیتِ عام اور شہرتِ دوام حاصل ہوئی ہے وہیں آپ کے علم تجوید سے متعلق ایک رسالہ ''جمال القرآن'' کو بھی غیر معمولی پذیرائی ملی ہے، یہ رسالہ پاک و ہند کے تمام مدارس میں داخل درس اور نصاب تجوید کا اہم حصہ ہے۔ بہت سے اکابر قراء نے اپنے اپنے انداز میں اس کی شروحات لکھی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''انوار الفرقان'' بھی جمال القرآن کی جدید شرح ہے جو جامعہ مدنیہ لاہور کے استاذ تجوید و قراءات حضرت مولانا قاری محمد رمضان صاحب نے تالیف کی ہے۔ لائق مصنف، حضرت مولانا قاری سیّد حسن شاہ صاحب مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں آپ نے اس شرح میں اپنے شیخ مکرم کے افادات کو عمدہ انداز میں پیش کیا ہے، آپ کی یہ کاوش طلباءِ تجوید کے لیے یقیناً مفید و کارآمد ہوگی۔

☆

نام کتاب : السیرۃ (ششماہی مجلّہ)

مدیر : سیّد فضل الرحمٰن

صفحات : ۴۱۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : زوار اکیڈمی پبلی کیشنز ناظم آباد کراچی

قیمت : ۱۰۰/-

زیر نظر مجلّہ ''السیرۃ'' ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی سرپرستی میں ہر چھ ماہ بعد کراچی سے شائع ہوتا ہے جس میں عموماً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور تعلیمات سے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں، اس وقت ہمارے پیش نظر اس مجلّہ کا شمارہ نمبر ۳ ہے جس میں سیرت طیبہ سے متعلق مختلف عنوانات پر بہت سے مضامین درج کیے گئے ہیں یہ مجلّہ اس لحاظ سے دیگر مجلات سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا جاتا ہے وہیں اس میں تاریخی معلومات اور علم و ادب کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔

☆

نام کتاب : تجارت کے اسلامی اصول واحکام

ترتیب : ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

صفحات : ۱۴۶

ناشر : دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

قیمت :

''تجارت'' انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہے کتاب وسنت میں اس کی اہمیت کو ذکر کیا گیا ہے، تجارت اگر اسلامی اصولوں کے مطابق کی جائے تو اس سے نہ صرف معاشی مسائل حل ہوتے ہیں بلکہ اس پر اجروثواب بھی ملتا ہے اسی لیے فقہاء کرام نے اپنی کتابوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ خرید وفروخت کے مسائل ذکر کیے ہیں لیکن چونکہ یہ کتب عربی میں ہیں اس لیے عوام کی دسترس سے باہر ہیں اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے حضرت مفتی عبدالواحد صاحب زید مجدہم کو آپ نے مختصر مگر جامع انداز میں اردو زبان کے اندر تجارت کے اسلامی اصول واحکام ذکر فرما دیے ہیں جن سے معمولی فہم رکھنے والا انسان بھی مستفید ہو سکتا ہے۔

☆

نام کتاب : دین کا کام کرنے والوں کے لیے چند ضروری باتیں

تصنیف : ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

صفحات : ۸۰

ناشر : مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

قیمت :

دین کی فکر اور دین کی محنت خواہ اُس کا تعلق دعوت وتبلیغ سے ہو یا اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد سے کسی اصلاحی تحریک سے ہو یا احقاق حق وابطال باطل سے ہر ایک کے لیے دینی رہنمائی کی ضرورت ہے اگر اس کے مطابق دین کی محنت کی جائے تو بار آور اور باعث اجروثواب ہوتی ہے، ورنہ وہ محنت صرف اکارت ہی نہیں جاتی بلکہ باعثِ عذاب بھی بن جاتی ہے۔ پیشِ نظر کتاب میں حضرت مفتی عبدالواحد صاحب زید مجدہم نے دین کی محنت اور دین کا کام کرنے والوں کو کتاب و سنت کی روشنی میں بہت سے زریں اصول بتائے ہیں اور اس سلسلہ میں اُن سے ہونے والی علمی وعملی فروگذاشتوں کو ذکر کر کے ان کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی کی ہے جو لوگ کسی بھی جہت سے دین کی محنت اور دین کے کام کی فکر رکھتے ہیں اُنھیں ہمارا مشورہ ہے کہ وہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں تاکہ وہ صحیح طریقہ سے اسلامی اصولوں کے مطابق دین کا کام کر سکیں۔

☆

نام کتاب : شرح احادیث حروف سبعہ

تالیف : ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

صفحات : ۴۸

ناشر : دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

قیمت :

حدیث شریف میں آتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰن اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ" بلاشبہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ان سات حروف سے کیا مراد ہے زیر تبصرہ رسالہ میں اسی کی تفصیل وتشریح بیان کی گئی ہے آج کل منکرین حدیث اور خوارج چونکہ شدومد سے قراءت سبعہ کا انکار کر رہے ہیں اور نہ صرف انکار بلکہ اُن پر طعن وتشنیع کر رہے ہیں اس لیے ان لوگوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے اس رسالہ کے مطالعہ سے جہاں مندرجہ بالا حدیث کی کما حقہ تشریح وتوضیح ہوتی ہے وہیں منکرینِ حدیث اور خوارج کا رد بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی محنت کو قبول فرمائے اور مزید کی توفیق دے۔ (ن۔ا)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

رائیونڈ روڈ   زیر تعمیر مسجد حامد کے ہال کی شمالی اور جنوبی گیلری کا لینٹر جو مکمل ہو چکا ہے